PDFBOOKSFREE.PK

خوشبو

پروین شاکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

پاکستان ورچوئل لائبریری پر موجود تمام کتابیں قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خُوشبُو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلی ہے تھام کے بادل کے ہاتھ کو خوشبو

ہوا کے ساتھ سفر کا معاملہ ٹھہرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعداد : ایک ہزار
اشاعت : ۱۹۸۸ء

طباعت : سیما آفسیٹ پریس، دھلی

ناشر : شانِ ہند پبلی کیشنز
فلیٹ ۸ انصاری مارکیٹ
دریا گنج، نئی دھلی ۱۱۰۰۰۲

حقوق اشاعت
بنام پروین شاکر
محفوظ

قیمت :
۱۲/۵۰

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے عمّو کے نام

جو

باقی دنیا کے لیے

احمد ندیم قاسمی ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

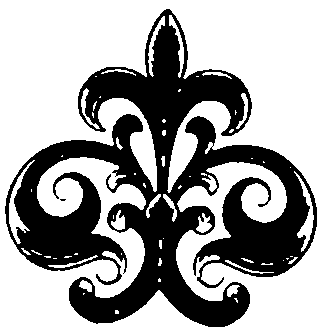

خوشبو بتا رہی ہے کہ وہ راستے میں ہے
موجِ ہوا کے ہاتھ میں اس کا سُراغ ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعتراف

جانے کب تک تری تصویر نگاہوں میں رہی
ہو گئی رات ترے عکس کو تکتے تکتے
میں نے پھر تیرے تصور کے کسی لمحے میں
تیری تصویر پہ لب رکھ دیے آہستہ سے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھلی آنکھوں میں سپنا جھانکتا ہے
وہ سویا ہے کہ کچھ کچھ جاگتا ہے

تری چاہت کے بھیگے جنگلوں میں
مرا تن، مور بن کر ناچتا ہے

مجھے ہر کیفیت میں کیوں نہ سمجھے
وہ میرے سب حوالے جانتا ہے

میں اُس کی دسترس میں ہوں، مگر وہ
مجھے میری رضا سے مانگتا ہے

کسی کے دھیان میں ڈوبا ہُوا دل
بہانے سے مجھے بھی ٹالتا ہے

سڑک کو چھوڑ کر چلنا پڑے گا
کہ میرے گھر کا کچا راستہ ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رقص میں رات ہے بدن کی طرح
بارشوں کی ہوا میں، بن کی طرح

چاند بھی میری کروٹوں کا گواہ
میرے بستر کی ہر شکن کی طرح

چاک ہے دامنِ قبائے بہار
میرے خوابوں کے پیرہن کی طرح

زندگی، تجھ سے دور رہ کر، میں
کاٹ لوں گی جلا وطن کی طرح

مجھ کو تسلیم، میرے چاند، کہ میں
تیرے ہمراہ ہوں گہن کی طرح

بارہا تیرا انتظار کیا
اپنے خوابوں میں اک دلہن کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آج ملبوس میں ہے کیسی تھکن کی خوشبو
رات بھر جاگی ہوئی جیسے دُلہن کی خوشبو

پیرہن میرا مگر اُس کے بدن کی خوشبو
اُس کی ترتیب ہے ایک ایک شکن کی خوشبو

موجۂ گُل کو ابھی اذنِ تکلّم نہ ملے
پاس آتی ہے کسی نرم سخن کی خوشبو

قامتِ شعر کی زیبائی کا عالم مت پوچھ
مہرباں جب سے ہے اُس سرو بدن کی خوشبو

ذکر شاید کسی خورشید بدن کا بھی کرے
کُو بہ کُو پھیلی ہوئی میرے گہن کی خوشبو

عارضِ گُل کو چھُوا تھا کہ دھنک سی بکھری
کس قدر شوخ ہے تتلی سی کرن کی خوشبو

کس نے زنجیر کیا ہے رَمِ آہُو چشماں
نکہتِ جاں ہے انھیں دشت و دمن کی خوشبو

اس اسیری میں بھی ہر سانس کے ساتھ آتی ہے
صحنِ زنداں میں انھیں دشتِ وطن کی خوشبو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قریۂ جاں میں کوئی پھول کھلانے آئے
وہ مرے دل پہ نیا زخم لگانے آئے

میرے ویران دریچوں میں بھی خوشبو جاگے
وہ مرے گھر کے در و بام سجانے آئے

اُس سے اک بار تو روٹھوں میں اُسی کی مانند
اور مری طرح سے وہ مجھ کو منانے آئے

اِسی کوچے میں کئی اُس کے شناسا بھی تو ہیں
وہ کسی اور سے ملنے کے بہانے آئے

اب نہ پوچھوں گی میں کھوئے ہُوئے خوابوں کا پتہ
وہ اگر آئے تو کچھ بھی نہ بتانے آئے

ضبط کی شہر پناہوں کی، مرے مالک! خیر
غم کا سیلاب اگر مجھ کو بہانے آئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چہرہ میرا تھا، نگاہیں اُس کی
خامشی میں بھی وہ باتیں اُس کی

میرے چہرے پہ غزل لکھتی گئیں
شعر کہتی ہوئی آنکھیں اُس کی

شوخ لمحوں کا پتہ دینے لگیں
تیز ہوتی ہوئی سانسیں اُس کی

ایسے موسم بھی گزارے ہم نے
صبحیں جب اپنی تھیں، شامیں اُس کی

دھیان میں اُس کے یہ عالم تھا کبھی
آنکھ مہتاب کی، یادیں اُس کی

رنگ جو سُنده وہ، آئے تو سہی!
پھول تو پھول ہیں، شاخیں اُس کی

فیصلہ موجِ ہوا نے لکھا!
آندھیاں میری، بہاریں اُس کی

خود پہ بھی کھُلتی نہ ہو جس کی نظر
جانتا کون زبانیں اُس کی

نیند اس سوچ سے ٹوٹی اکثر
کس طرح کٹتی ہیں راتیں اُس کی

دور رہ کر بھی سدا رہتی ہیں
مجھ کو تھامے ہوئے باہیں اُس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عکسِ خوشبو ہوں، بکھرنے سے نہ روکے کوئی
اور بکھر جاؤں تو مجھ کو نہ سمیٹے کوئی

کانپ اُٹھتی ہوں، میں یہ سوچ کے تنہائی میں
میرے چہرے پہ ترا نام نہ پڑھ لے کوئی

جس طرح خواب مرے ہو گئے ریزہ ریزہ
اس طرح سے نہ کبھی ٹوٹ کے بکھرے کوئی

میں تو اُس دن سے ہراساں ہوں کہ جب حکم ملے
خشک پھولوں کو کتابوں میں نہ رکھے کوئی

اب تو اس راہ سے وہ شخص گزرتا بھی نہیں
اب کس اُمید پہ دروازے سے جھانکے کوئی

کوئی آہٹ، کوئی آواز، کوئی چاپ نہیں
دل کی گلیاں بڑی سنسان ہیں۔ آئے کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہتھیلیوں کی دعا پھول لے کے آئی ہو
کبھی تو رنگ مرے ہاتھ کا حنائی ہو!

کوئی تو ہو جو مرے تن کو روشنی بھیجے
کسی کا پیار ہو امیرے نام لائی ہو!

گلابی پاؤں مرے چمپئی بنانے کو
کسی نے صحن میں مہندی کی باڑھ لگائی ہو!

کبھی تو ہو مرے کمرے میں ایسا منظر بھی
بہار دیکھ کے کھڑکی سے، مسکرائی ہو

وہ سوتے جاگتے رہنے کے موسموں کا فسوں
کہ نیند میں ہوں مگر نیند بھی نہ آئی ہو!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ رُت بھی آئی کہ میں پھول کی سہیلی ہُوئی
مہک میں چمپا کلی، روپ میں چنبیلی ہُوئی

میں سرد رات کی برکھا سے کیوں نہ پیار کروں
یہ رُت تو ہے مرے بچپن کی ساتھ کھیلی ہُوئی

زمیں پہ پاؤں نہیں پڑ رہے تکبّر سے
نگارِ غم کوئی دُلہن نئی نویلی ہُوئی

وہ چاند بن کے مرے ساتھ ساتھ چلتا رہا
میں اُس کے ہجر کی راتوں میں کب اکیلی ہُوئی

جو حرف حرف ادا کی صورت ہمیشہ لکھتی گئی
وہ لڑکی تیرے لیے کس طرح پہیلی ہُوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم سے جو کچھ کہنا ہے وہ بعد میں کہہ
اچھی ندیا! آج ذرا آہستہ بہہ

ہوا! مرے جوڑے میں پھول سجاتی جا
دیکھ رہی ہوں اپنے من موہن کی رہ

اُس کی خفگی جاڑے کی نرماتی دھوپ
پار وسکھی! اس حدت کو ہنس کھیل کے سہہ

آج تو سچ مچ کے شہزادے آئیں گے
نندیا پیاری! آج نہ کچھ پریوں کی کہہ

دوپہروں میں جب گہرا سناٹا ہو
شاخوں شاخوں موجِ ہوا کی صورت بہہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد مدت اُسے دیکھا، لوگو
وہ ذرا بھی نہیں بدلا، لوگو
خوش نہ تھا مجھ سے بچھڑ کر وہ بھی
اُس کے چہرے پہ لکھا تھا، لوگو
اُس کی آنکھیں بھی کہے دیتی تھیں
رات بھر وہ بھی نہ سویا، لوگو

اجنبی بن کے جو گزرا ہے ابھی
تھا کسی وقت میں اپنا، لوگو
دوست تو خیر کوئی کس کا ہے
اُس نے دشمن بھی نہ سمجھا، لوگو
رات وہ درد مرے دل میں اُٹھا
صبح تک چین نہ آیا، لوگو
پیاس صحراؤں کی پھر تیز ہوئی
ابر پھر ٹوٹ کے برسا، لوگو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی رسوائی، ترے نام کا چرچا دیکھوں
اک ذرا شعر کہوں اور میں کیا کیا دیکھوں

نیند آ جائے تو کیا محفلیں برپا دیکھوں
آنکھ کھُل جائے تو تنہائی کا صحرا دیکھوں

شام بھی ہو گئی، دھندلا گئیں آنکھیں بھی مری
بھولنے والے، میں کب تک ترا رستا دیکھوں

ایک اک کر کے مجھے چھوڑ گئیں سب سکھیاں
آج میں خود کو تری یاد میں تنہا دیکھوں

کاش صندل سے مری مانگ اُجالے آ کر
اتنے غیروں میں وہی ہاتھ، جو اپنا دیکھوں

تو مرا کچھ نہیں لگتا ہے مگر جانِ حیات!
جانے کیوں تیرے لیے دل کو دھڑکتا دیکھوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بند کر کے مری آنکھیں وہ شرارت سے ہنسے
بوجھے جانے کا میں ہر روز تماشہ دیکھوں

سب ضدیں اُس کی میں پوری کروں، ہر بات سنوں
ایک بچے کی طرح سے مُسے ہنستا دیکھوں

مجھ پہ چھا جائے وہ برسات کی خوشبو کی طرح
انگ انگ اپنا اسی رُت میں مہکتا دیکھوں

پھول کی طرح مرے جسم کا ہر لب کھل جائے
پنکھڑی پنکھڑی اُن ہونٹوں کا سایا دیکھوں

میں نے جس لمحے کو پوجا ہے اُسے بس اک بار
خواب بن کر تری آنکھوں میں اُترتا دیکھوں

تو مری طرح سے یکتا ہے، مگر میرے حبیب!
جی نہیں آتا ہے، کوئی اور بھی تجھ سا دیکھوں

ٹوٹ جائیں کہ پگھل جائیں مرے کچے گھڑے
تجھ کو میں دیکھوں کہ یہ آگ کا دریا دیکھوں!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکوں بھی خواب ہُوا، نیند بھی ہے کم کم پھر
قریب آنے لگا دُوریوں کا موسم پھر

بنا رہی ہے تری یاد مجھ کو سلکِ گُہر
پرو گئی مری پلکوں میں آج شبنم پھر

وہ نرم لہجے میں کچھ کہہ رہا ہے پھر مجھ سے
چھڑا ہے پیار کے کومل سُروں میں مدھم پھر

تجھے مناؤں کہ اپنی انا کی بات سُنوں
اُلجھ رہا ہے مرے فیصلوں کا ریشم پھر

نہ اُس کی بات مَیں سمجھوں نہ وہ مری نظریں
معاملاتِ زباں ہو چلے ہیں مُبہم پھر

یہ آنے والا نیا دُکھ بھی اس کے سَر ہی گیا
چھِن گیا مری انگشتری کا نیلم پھر

وہ ایک لمحہ کہ جب سارے رنگ ایک ہُوئے
کسی بہار نے دیکھا نہ ایسا سنگم پھر

بہت عزیز ہیں آنکھیں مری اُسے لیکن
وہ جاتے جاتے انھیں کر گیا ہے پُرنم پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِتنا معلوم ہے!

اپنے بستر پہ بہت دیر سے میں نیم دراز
سوچتی تھی کہ وہ اس وقت کہاں پر ہو گا
میں یہاں ہوں مگر اُس کوچۂ رنگ و بو میں
روز کی طرح سے وہ آج بھی آیا ہو گا
اور جب اُس نے وہاں مجھ کو نہ پایا ہو گا۔!؟

آپ کو علم ہے، وہ آج نہیں آئی ہیں ؟
میری ہر دوست سے اُس نے یہی پوچھا ہو گا
کیوں نہیں آئی وہ — کیا بات ہُوئی ہے آخر
خود سے اس بات پہ سو بار وہ اُلجھا ہو گا
کل وہ آئے گی تو میں اُس سے نہیں بولوں گا
آپ ہی آپ کئی بار وہ روٹھا ہو گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ نہیں ہے تو بلندی کا سفر کتنا کٹھن
سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اُس نے یہ سوچا ہوگا
راہداری میں، ہرے لان میں، پھولوں کے قریب
اُس نے ہر سمت مجھے آن کے ڈھونڈا ہوگا

نام بھولے سے جو میرا کہیں آیا ہوگا
غیر محسوس طریقے سے وہ چونکا ہوگا
ایک جملے کو کئی بار سنایا ہوگا
بات کرتے ہوئے سو بار وہ بھولا ہوگا
یہ جو لڑکی نئی آئی ہے، کہیں وہ تو نہیں
اُس نے ہر چہرہ یہی سوچ کے دیکھا ہوگا
جانِ محفل ہے، مگر آج، فقط میرے بغیر
ہائے کس درجہ وہی بزم میں تنہا ہوگا
کبھی سناٹوں سے وحشت جو ہوئی ہوگی اُسے
اُس نے بے ساختہ پھر مجھ کو پکارا ہوگا
چلتے چلتے کوئی مانوس سی آہٹ پا کر
دوستوں کو بھی کسی عذر سے روکا ہوگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد کر کے مجھے، نم ہو گئی ہوں گی پلکیں
"آنکھ میں پڑ گیا کچھ" کہہ کے یہ ٹالا ہو گا
اور گھبرا کے کتابوں میں جو لی ہو گی پناہ
ہر سطر میں مرا چہرہ اُبھر آیا ہو گا
جب ملی ہو گی اسے میری علالت کی خبر
اُس نے آہستہ سے دیوار کو تھاما ہو گا
سوچ کر یہ، کہ بہل جائے پریشانیٔ دل
یونہی بے وجہ، کسی شخص کو روکا ہو گا!

اتفاقاً مجھے اُس شام مری دوست ملی
میں نے پوچھا کہ سنو۔ آئے تھے وہ؟۔ کیسے تھے؟
مجھ کو پوچھا تھا۔؟ تجھے ڈھونڈا تھا چاروں جانب؟
۔ اُس نے اک لمحے کو دیکھا مجھے اور پھر ہنس دی
اُس ہنسی میں تو وہ تلخی تھی کہ اس سے آگے
کیا کہا اُس نے۔ مجھے یاد نہیں ہے۔ لیکن
اتنا معلوم ہے، خوابوں کا بھرم ٹوٹ گیا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر مرے شہر سے گزرا ہے وہ بادل کی طرح
دستِ گُل پھیلا ہُوا ہے مرے آنچل کی طرح

کہہ رہا ہے کسی موسم کی کہانی اب تک
جسم برسات میں بھیگے ہُوئے جنگل کی طرح

اُونچی آواز میں اُس نے تو کبھی بات نہ کی
خفگیوں میں بھی وہ لہجہ رہا کومل کی طرح

مل کے اُس شخص سے میں لاکھ خموشی سے چلوں
بول اُٹھتی ہے نظر، پاؤں کی چھاگل کی طرح

پاس جب تک وہ رہے، درد تھما رہتا ہے
پھیلتا جاتا ہے پھر آنکھ کے کاجل کی طرح

اب کسی طَور سے گھر جانے کی صورت ہی نہیں
راستے میرے لیے ہو گئے دلدل کی طرح

جسم کے تیرہ و آسیب زدہ مندر میں
دا ہر شام سُلگ اُٹھتا ہے صندل کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

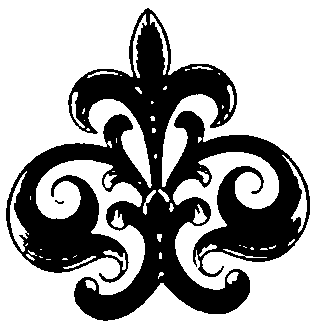

میں جب بھی چاہوں، اُسے چھُو کے دیکھ سکتی ہوں
مگر وہ شخص کہ لگتا ہے اب بھی خواب ایسا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

○

دروازہ جو کھولا تو نظر آئے کھڑے وہ
حیرت ہے مجھے، آج کدھر بھول پڑے وہ

بھولا نہیں دل، ہجر کے لمحات کڑے وہ
راتیں تو بڑی تھیں ہی، مگر دن بھی بڑے وہ!

کیوں جان پہ بن آنی ہے، بگڑا ہے اگر وہ
اُس کی تو یہ عادت کہ ہواؤں سے لڑے وہ

الفاظ تھے اُس کے کہ بہاروں کے پیامات
خوشبو سی برسنے لگی، یوں پھول جھڑے وہ

ہر شخص مجھے، تجھ سے جدا کرنے کا خواہاں
سُن پائے اگر ایک تو دس جا کے جڑے وہ

بچّے کی طرح چاند کو چھُونے کی تمنّا
دل کو کوئی شہ دے دے تو کیا کیا نہ اڑے وہ

طوفاں ہے تو کیا غم، مجھے آواز تو دیجے
کیا بھول گئے آپ مرے کچّے گھڑے وہ!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ غنیمت ہے کہ اُن آنکھوں نے پہچانا ہمیں
کوئی تو سمجھا دیارِ غیر میں اپنا ہمیں

وہ کہ جن کے ہاتھ میں تقدیرِ فصلِ گُل رہی
دے گئے سُوکھے ہُوئے پتّوں کا نذرانہ ہمیں

وصل میں تیرے خرابے بھی لگیں گھر کی طرح
اور تیرے ہجر میں بستی بھی ویرانہ ہمیں

سچ تمھارے سارے کرتُوت تھے، مگر اچھے لگے
پھانس بن کر رہ گیا بس ایک افسانہ ہمیں

اجنبی لوگوں میں ہو تم اور اتنی دُور ہو
ایک اُلجھن سی رہا کرتی ہے روزانہ ہمیں

ق

سُنتے ہیں قیمت تمھاری لگ رہی ہے آج کل
سب سے اچھے دام کس کے ہیں، یہ بتلانا ہمیں
تاکہ اُس خوش بخت تاجر کو مبارکباد دیں
(اور اُس کے بعد دل کو بھی ہے سمجھانا ہمیں)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صرف ایک لڑکی

اپنے سرد کمرے میں
میں اُداس بیٹھی ہوں
نیم وا دریچوں سے
نم ہوائیں آتی ہیں
میرے جسم کو چھُو کر
آگ سی لگاتی ہیں
تیرا نام لے لے کر
مجھ کو گدگداتی ہیں

کاش میرے پر ہوتے
تیرے پاس اُڑ آتی
کاش میں ہوا ہوتی
تجھ کو چھُو کے لَوٹ آتی
میں نہیں مگر کچھ بھی
سنگ دل رواجوں کے
آہنی حصاروں میں
عمر قید کی ملزم
صرف ایک لڑکی ہوں!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لمحاتِ وصل کیسے حجابوں میں کٹ گئے
وہ ہاتھ بڑھ نہ پائے کہ گھونگھٹ سمٹ گئے

خوشبو تو سانس لینے کو ٹھہری تھی راہ میں
ہم بدگمان ایسے کہ گھر کو پلٹ گئے

ملنا — دوبارہ ملنے کا وعدہ — جدائیاں
اتنے بہت سے کام اچانک نمٹ گئے

روئی ہوں آج کھُل کے، بڑی مدتوں کے بعد
بادل جو آسمان پہ چھائے تھے، چھٹ گئے

کس دھیان سے پرانی کتابیں کھلی تھیں کل
آئی ہوا تو کتنے ورق ہی اُلٹ گئے

شہرِ وفا میں دھوپ کا ساتھی کوئی نہیں
سورج سروں پہ آیا تو سائے بھی گھٹ گئے

اتنی جسارتیں تو اُسی کو نصیب تھیں
جھونکے ہوا کے، کیسے گلے سے لپٹ گئے

دستِ ہوا نے جیسے درانتی سنبھال لی
اب کے سروں کی فصل سے کھلیان پٹ گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹوٹی ہے میری نیند مگر تم کو اس سے کیا!
بجتے رہیں ہواؤں سے در، تم کو اس سے کیا!

تم موج موج مثلِ صبا گھومتے رہو
کٹ جائیں میری سوچ کے پر، تم کو اس سے کیا

اوروں کا ہاتھ تھامو، انھیں راستہ دکھاؤ
میں بھول جاؤں اپنا ہی گھر، تم کو اس سے کیا

ابرِ گریزپا کو برسنے سے کیا غرض
سیپی میں بن نہ پائے گہر، تم کو اس سے کیا!

لے جائیں مجھ کو مالِ غنیمت کے ساتھ عدو
تم نے تو ڈال دی ہے سپر، تم کو اس سے کیا

تم نے تو تھک کے دشت میں خیمہ لگا لیے
تنہا کٹے کسی کا سفر، تم کو اس سے کیا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مقدّر

میں وہ لڑکی ہوں
جس کو پہلی رات
کوئی گھونگھٹ اُٹھا کے یہ کہہ دے —
میرا سب کچھ ترا ہے، دل کے سوا!

لو! میں آنکھیں بند کیے لیتی ہوں اب تم رخصت ہو
دل تو جانے کیا کہتا ہے، لیکن دل کا کہنا کیا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاند اُس دیس میں نکلا کہ نہیں ! جانے وہ آج بھی سویا کہ نہیں!

اے مجھے جاگتا پاتی ہوئی رات وہ مری نیند سے بہلا کہ نہیں!

بھیڑ میں کھویا ہُوا بچہ تھا اُس نے خود کو ابھی ڈھونڈا کہ نہیں!

مجھ کو تکمیل سمجھنے والا اپنے معیار میں بدلا کہ نہیں!

گنگناتے ہُوئے لمحوں میں اُسے دھیان میرا کبھی آیا کہ نہیں!

بند کمرے میں کبھی میری طرح شام کے وقت وہ رویا کہ نہیں!

میری خود داری برتنے والے! تیرا پندار بھی ٹوٹا کہ نہیں!

الوداع ثبت ہُوئی تھی جس پر

اب بھی روشن ہے وہ ماتھا کہ نہیں!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سبز موسم کی خبر لے کے ہوا آئی ہو
کام پت جھڑ کے، اسیروں کی دعا آئی ہو
لوٹ آئی ہو وہ شب جس کے گزر جانے پر
گھاٹ سے پائلیں بجنے کی صدا آئی ہو
اسی اُمید میں ہر موجِ ہوا کو چوما
چھُو کے شاید مرے پیاروں کی قبا آئی ہو
گیت جتنے لکھے اُن کے لیے اے موجِ صبا!
دل یہی چاہا کہ تو اُن کو سُنا آئی ہو
آہٹیں صرف ہواؤں کی ہی دستک بنیں
اب تو دَروازوں پہ مانوس صدا آئی ہو
یوں سرِ عام، کھُلے سر میں کہاں تک بیٹھوں
کسی جانب سے تو اب میری رِدا آئی ہو
جب بھی برسات کے دن آئے، یہی جی چاہا
دھوپ کے شہر میں بھی گھر کے گھٹا آئی ہو
تیرے تحفے تو سب اچھے ہیں مگر، موجِ بہار!
اب کے میرے لیے خوشبوئے حنا آئی ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کُو بہ کُو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی

کیسے کہہ دُوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اُس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

وہ کہیں بھی گیا، لَوٹا تو مرے پاس آیا
بس یہی بات ہے اچھی مرے ہرجائی کی

تیرا پہلو، ترے دل کی طرح آباد رہے
تجھ پہ گزرے نہ قیامت شبِ تنہائی کی

اُس نے جلتی ہُوئی پیشانی پہ جب ہاتھ رکھا
رُوح تک آ گئی تاثیر مسیحائی کی

اب بھی برسات کی راتوں میں بدن ٹُوٹتا ہے
جاگ اُٹھتی ہیں عجب خواہشیں انگڑائی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل پہ اک طُرفہ قیامت کرنا
مسکراتے ہُوئے رخصت کرنا

اچھی آنکھیں جو ملی ہیں اُس کو
کچھ تو لازم ہُوا وحشت کرنا

جُرم کس کا تھا، سزا کس کو ملی
کیا گئی بات پہ حجّت کرنا

- کون چاہے گا تمھیں میری طرح
اب کسی سے نہ محبّت کرنا

- گھر کا دروازہ کھُلا رکھا ہے
وقت مِل جائے تو زحمت کرنا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیند اب خواب ہو گئی شاید
جنسِ نایاب ہو گئی شاید

اپنے گھر کی طرح وہ لڑکی بھی
نذرِ سیلاب ہو گئی شاید

تجھ کو سوچوں تو روشنی دیکھوں
یاد، مہتاب ہو گئی شاید

ایک مدت سے آنکھ روئی نہیں
جھیل پایاب ہو گئی شاید

ہجر کے پانیوں میں عشق کی ناؤ
کہیں غرقاب ہو گئی شاید

چند لوگوں کی دسترس میں ہے
زیست کم خواب ہو گئی شاید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عذاب اپنے بکھیروں کہ مُرتسم کر لوں
میں اُن سے خود کو ضرب دُوں کہ منقسم کر لوں

میں آندھیوں کی مزاج آشنا رہی ہوں مگر
خود اپنے ہاتھ سے کیوں گھر کو منہدِم کر لوں

بچھڑنے والوں کے حق میں کوئی دعا کر کے
شکستِ خواب کی ساعت کو مختشم کر لوں

بچاؤ شیشوں کے گھر کا تلاش کر ہی لیا
یہی کہ سنگ بدستوں کو منصرِم کر لوں

میں تھک گئی ہوں اس اندر کی خانہ جنگی سے
بدن کو "سامرا" آنکھوں کو "معتصِم" کر لوں

مری گلی میں کوئی شہر یار آتا ہے
ملا ہے حکم کہ لہجے کو محترِم کر لوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دعا کا ٹوٹا ہُوا حرف، سرد آہ میں ہے
تری جُدائی کا منظر ابھی نگاہ میں ہے

ترے بدلنے کے باوصف تجھ کو چاہا ہے
یہ اعتراف بھی شامل مرے گناہ میں ہے

عذاب دے گا تو پھر مجھ کو خواب بھی دے گا
میں مطمئن ہوں، مرا دل تری پناہ میں ہے

بکھر چکا ہے مگر مسکرا کے ملتا ہے
وہ رکھ رکھاؤ ابھی میرے کجکلاہ میں ہے

جسے بہار کے مہمان خالی چھوڑ گئے
وہ اک مکان ابھی تک مکیں کی چاہ میں ہے

یہی وہ دن تھے جب اک دوسرے کو پایا تھا
ہماری سالگرہ ٹھیک اب کے ماہ میں ہے

— میں بچ بھی جاؤں تو تنہائی مار ڈالے گی
مرے قبیلے کا ہر فرد، قتل گاہ میں ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنگنوں میں اُترا ہے، بام و در کا سنّاٹا
میرے دل پہ چھایا ہے میرے گھر کا سنّاٹا

رات کی خموشی تو پھر بھی مہرباں نکلی
کتنا جان لیوا ہے دوپہر کا سنّاٹا

صبح میرے جُوڑے کی ہر کلی سلامت تھی
گونجتا تھا خوشبو میں رات بھر کا سنّاٹا

اپنی دوست کو لے کر تم وہاں گئے ہو گے
مجھ کو پوچھتا ہو گا رہگزر کا سنّاٹا

خط کو چوم کر اُس نے آنکھ سے لگایا تھا
کُل جواب تھا گویا لمحہ بھر کا سنّاٹا

تُو نے اُس کی آنکھوں کو غور سے پڑھا قاصد!
کچھ تو کہہ رہا ہو گا اُس نظر کا سنّاٹا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنکھوں سے میری، کون مرے خواب لے گیا
چشمِ صدف سے گوہرِ نایاب لے گیا

اس شہرِ خوش جمال کو کس کی لگی ہے آہ
کس دل زدہ کا گریۂ خونناب لے گیا

— کچھ ناخدا کے فیض سے ساحل بھی دور تھا
کچھ قسمتوں کے پھیر میں گرداب لے گیا

واں شہر ڈوبتے ہیں، ادھر بحث کہ اُنھیں
خُم لے گیا ہے یا خمِ محراب لے گیا

کچھ کھوئی کھوئی آنکھیں بھی موجوں کے ساتھ تھیں
شاید اُنھیں بہا کے کوئی خواب لے گیا

طوفانِ ابر و باد میں سب گیت کھو گئے
جھونکا ہوا کا ہاتھ سے مضراب لے گیا

— غیروں کی دشمنی نے نہ مارا، مگر ہمیں
اپنوں کے التفات کا زہراب لے گیا

اے آنکھ! اب تو خواب کی دنیا سے لوٹ آ
"مژگاں تو کھول! شہر کو سیلاب لے گیا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شدید دُکھ تھا اگرچہ تری جدائی کا
سوا ہے رنج ہمیں تیری بے وفائی کا

تجھے بھی ذوق نئے تجربات کا ہوگا
ہمیں بھی شوق تھا کچھ بخت آزمائی کا

جو میرے سر سے دوپٹہ نہ ہٹنے دیتا تھا
اُسے بھی رنج نہیں میری بے ردائی کا

سفر میں رات جو آئی تو ساتھ چھوڑ گئے
جنھوں نے ہاتھ بڑھایا تھا رہنمائی کا

ردا چھنی مرے سر سے مگر میں کیا کہتی
کٹا ہُوا تو نہ تھا ہاتھ میرے بھائی کا

ملے تو ایسے، رگِ جاں کو جیسے چھُو آئے
جُدا ہُوئے تو وہی کرب نارسائی کا

کوئی سوال جو پوچھے، تو کیا کہوں اُس سے
بچھڑنے والے! سبب تو بتا جُدائی کا

میں سچ کو سچ بھی کہوں گی، مجھے خبر ہی نہ تھی
تجھے بھی علم نہ تھا میری اس برائی کا

نہ دے سکا مجھے تعبیر، خواب تو بخشے
میں احترام کروں گی تری بڑائی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چراغِ راہ لیے تجھ کو ڈھونڈتی گھر گھر
تمام رات میں یاقوت چُن رہی تھی مگر
یہ کیا کہ میں تری خوشبو کا صرف ذکر سُنوں
تو عکسِ موجۂ گُل ہے تو جسم و جاں میں اُتر
ذرا یہ حبس کٹے، کھُل کے سانس لے پاؤں
کوئی ہوا تو رواں ہو، صبا ہو یا صرصر
گئے دنوں کے تعاقب میں تتلیوں کی طرح
ترے خیال کے ہمراہ کر رہی ہوں سفر
ٹھہر گئے ہیں قدم، راستے بھی ختم ہوئے
مسافتیں رگ و پے میں اُتر رہی ہیں مگر
— میں سوچتی تھی، ترا قرب کچھ سکوں دے گا
اداسیاں ہیں کہ کچھ اور بڑھ گئیں مل کر
ترا خیال، کہ ہے تارِ عنکبوت تمام
مرا وجود، کہ جیسے کوئی پُرانا کھنڈر!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیند تو خواب ہے اور ہجر کی شب خواب کہاں
اس اماوس کی گھنی رات میں مہتاب کہاں

رنج سہنے کی مرے دل میں تب و تاب کہاں
اور یہ بھی ہے کہ پہلے سے وہ اعصاب کہاں

میں بھنور سے تو نکل آئی، اور اب سوچتی ہوں
موجِ ساحل نے کیا ہے مجھے غرقاب کہاں

میں نے سوچی تھی تجھے آخری پونجی اپنی
چھوڑ آیا ہے مری ناؤ تہہِ آب کہاں

ہے رواں آگ کا دریا مری شریانوں میں
موت کے بعد بھی ہو پائے گا پایاب کہاں

بند باندھا ہے سُروں کا مرے دہقانوں نے
اب مری فصل کو لے جائے گا سیلاب کہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گونگے لبوں پہ حرفِ تمنا کیا مجھے
کس کورِ چشم شب میں ستارا کیا مجھے

زخمِ ہُنر کو سمجھے ہُوئے ہے گلِ ہنر
کس شہرِ ناسپاس میں پیدا کیا مجھے

جب حرف ناشناس یہاں لفظ فہم ہیں
کیوں ذوقِ شعر دے کے تماشا کیا مجھے

خوشبو ہے، چاندنی ہے، لبِ جُو ہے، اور میں
کس بے پناہ رات میں تنہا کیا مجھے

دی تشنگی خدا نے تو چشمے بھی دے دیے
سینے میں دشت، آنکھوں میں دریا کیا مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں یوں سنبھل گئی کہ تری بے وفائی نے
بے اعتباریوں سے شناسا کیا مجھے

وہ اپنی ایک ذات میں کُل کائنات تھا
دُنیا کے ہر فریب سے بِلوا دیا مجھے

— ق —

اَوروں کے ساتھ میرا تعارف بھی جب ہُوا
ہاتھوں میں ہاتھ لے کے وہ سوچا کیا مجھے
بیتے دنوں کا عکس نہ آئندہ کا خیال
بس خالی خالی آنکھوں سے دیکھا کیا مجھے

تو بدلتا ہے تو بے ساختہ میری آنکھیں
میرے ہاتھوں کی لکیروں سے اُلجھ جاتی ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جستجو کھوئے ہُوؤں کی عمر بھر کرتے رہے
چاند کے ہمراہ ہم ہر شب سفر کرتے رہے

راستوں کا علم تھا ہم کو نہ سمتوں کی خبر
شہرِ نامعلوم کی چاہت مگر کرتے رہے

ہم نے خود سے بھی چھپایا اور سارے شہر کو
تیرے جانے کی خبر دیوار و در کرتے رہے

— وہ نہ آئے گا ہمیں معلوم تھا، اس شام بھی
انتظار اس کا مگر کچھ سوچ کر کرتے رہے

آج آیا ہے ہمیں بھی اُن اُڑانوں کا خیال
جن کو تیرے زعم میں بے بال و پر کرتے رہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندگی سے نظر ملاؤ کبھی
ہار کے بعد مسکراؤ کبھی

ترکِ اُلفت کے بعد اُمیدِ وفا
ریت پر چل سکی ہے ناؤ کبھی!

اب جفا کی صراحتیں بیکار
بات سے بھر سکا ہے گھاؤ کبھی

شاخ سے موجِ گل تھمی ہے کہیں!
ہاتھ سے رُک سکا بہاؤ کبھی

اندھے ذہنوں سے سوچنے والو
حرف میں روشنی ملاؤ کبھی

بارشیں کیا زمیں کے دُکھ بانٹیں!
آنسوؤں سے بجھا الاؤ کبھی

اپنے اپسین کی خبر رکھنا
کشتیاں تم اگر جلاؤ کبھی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمندروں کے اُدھر سے کوئی صدا آئی
دلوں کے بند دریچے کھُلے، ہوا آئی

سرک گئے تھے جو آنچل، وہ پھر سنوارے گئے
کھُلے ہوئے تھے جو سَر، اُن پہ پھر ردا آئی

اُتر رہی ہیں عجب خوشبوئیں رگ و پے میں
یہ کس کو چھُو کے مرے شہر میں صبا آئی

اُسے پکارا تو ہونٹوں پہ کوئی نام نہ تھا
محبتوں کے سفر میں عجب فضا آئی

کہیں رہے وہ، مگر خیریت کے ساتھ رہے
اُٹھائے ہاتھ تو یاد ایک ہی دعا آئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سحاب تھا کہ ستارہ، گریز پا ہی لگا
وہ اپنی ذات کے ہر رنگ میں ہوا ہی لگا

میں ایسے شخص کی معصومیت پہ کیا لکھوں
جو مجھ کو اپنی خطاؤں میں بھی بھلا ہی لگا

زباں سے چُپ ہے مگر آنکھ بات کرتی ہے
نظر اُٹھائی ہے جب بھی تو بولتا ہی لگا

جو خواب دینے پہ قادر تھا میری نظروں میں
عذاب دیتے ہُوئے بھی مجھے خدا ہی لگا

نہ میرے لطف پہ حیراں نہ اپنی اُلجھن پر
مجھے یہ شخص تو ہر شخص سے جُدا ہی لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیرا گھر اور میرا جنگل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ
ایسی برساتیں کہ بادل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ

پچپنے کا ساتھ ہے، پھر ایک سے دونوں کے دُکھ
رات کا اور میرا آنچل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ

وہ عجب دنیا کہ سب خنجر بکف پھرتے ہیں۔ اور
کانچ کے پیالوں میں صندل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ

بارشِ سنگِ ملامت میں بھی وہ ہمراہ ہے
مَیں بھی بھیگوں، خود بھی پاگل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ

لڑکیوں کے دُکھ عجب ہوتے ہیں، سُکھ اُس سے عجیب
ہنس رہی ہیں اور کاجل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ

بارشیں جاڑے کی اور تنہا بہت میرا کسان
جسم اور اکلوتا کمبل بھیگتا ہے ساتھ ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بجا کہ آنکھ میں نیندوں کے سلسلے بھی نہیں
شکستِ خواب کے اب مجھ میں حوصلے بھی نہیں

— نہیں نہیں! یہ خبر دشمنوں نے دی ہوگی
وہ آئے! آ کے چلے بھی گئے! ملے بھی نہیں!

— یہ کون لوگ اندھیروں کی بات کرتے ہیں
ابھی تو چاند تری یاد کے ڈھلے بھی نہیں

ابھی سے میرے رفوگر کے ہاتھ تھکنے لگے
ابھی تو چاک مرے زخم کے سلے بھی نہیں

خفا اگرچہ ہمیشہ ہوئے مگر اب کے
وہ برہمی ہے کہ ہم سے انھیں گلے بھی نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دسترس سے اپنی، باہر ہو گئے
جب سے ہم اُن کو میسّر ہو گئے

ہم جو کہلائے طلوعِ ماہتاب
ڈوبتے سورج کا منظر ہو گئے

شہرِ خوباں کا یہی دستور ہے
مُڑ کے دیکھا اور پتھّر ہو گئے

بے وطن کہلائے اپنے دیس میں
اپنے گھر میں رہ کے بے گھر ہو گئے

سُکھ تری میراث تھے تجھ کو ملے
دُکھ ہمارے تھے، مقدّر ہو گئے

وہ سراب اُترا رگ و پے میں کہ ہم
خود فریبی میں سمندر ہو گئے

تیری خود غرضی سے خود کو سوچ کر
آج ہم تیرے برابر ہو گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لمحہ لمحہ وقت کی جھیل میں ڈوب گیا
اب پانی میں اُتریں بھی تو پائیں کیا

طوفاں جب آیا تو جھیل میں کُود پڑا
وہ لڑکا جو کشتی کھینے نکلا تھا

کتنی دیر تک اپنا آپ بچائے گی
ننھی سی اک لہر کو موجوں نے گھیرا

اپنے خوابوں کی نازک پتواروں سے
تیر رہا ہے سطحِ آب پہ اک پتّہ

ہلکی ہلکی لہریں نیلم پانی میں
دھیرے دھیرے ڈولے یاقوتی نیّا

شبنم کے رخساروں پر سورج کے ہونٹ
ٹھہر گیا ہے وصل کا اک روشن لمحہ

چاند اُتر آیا ہے گہرے پانی میں
ذہن کے آئینے میں جیسے عکس ترا

کیسے ان لمحوں میں تیرے پاس آؤں
ساگر گہرا، رات اندھیری، میں تنہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھہر کے دیکھے تو رُک جائے نبضِ ساعت کی
شبِ فراق کی قامت ہے کس قیامت کی

وہ رت جگے، وہ گئی رات تک سخن کاری
شبیں گزاری ہیں ہم نے بھی کچھ ریاضت کی

وہ مجھ کو برف کے طوفاں میں کیسے چھوڑ گیا
ہوائے سرد میں بھی جب مری حفاظت کی

سفر میں چاند کا ماتھا جہاں بھی دُھندلایا
تری نگاہ کی زیبائی نے قیادت کی!

ہوائے موسمِ باراں سے سازشیں کرلیں
مگر شجر کو خبر ہی نہیں شرارت کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مسئلہ

"پتھر کی زباں" کی شاعرہ نے
اک محفلِ شعر و شاعری میں
جب نظم سناتے مجھ کو دیکھا
کچھ سوچ کے دل میں، مسکرائی!

جب میز پہ ہم ملے تو اُس نے
بڑھ کر مرے ہاتھ ایسے تھامے
جیسے مجھے کھوجتی ہو کب سے
پھر مجھ سے کہا کہ — آج، پروین!
جب شعر سُناتے تم کو دیکھا
میں خود کو بہت ہی یاد آئی!
وہ وقت، کہ جب تمھاری صورت
میں بھی یونہی شعر کہہ رہی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لکھتی تھی اسی طرح کی نظمیں
پر اب تو وہ ساری نظمیں، غزلیں
گزرے ہوئے خواب کی ہیں باتیں!
میں سب کو ڈس اون[1] کر چکی ہوں!

"پتھر کی زباں" کی شاعرہ کے
چنبیلی سے نرم ہاتھ تھامے
"خوشبو" کی سفیر سوچتی تھی
درپیش ہواؤں کے سفر میں
پل پل کی رفیقِ راہ — میرے
اندر کی یہ سادہ لوح ایلس
حیرت کی جمیل وادیوں سے
وحشت کے مہیب جنگلوں میں
آئے گی — تو اُس کا پھول لہجہ
کیا جب بھی صبا نفس رہے گا!؟
وہ خود کو ڈس اون کر سکے گی!؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوتھیلو

اپنے فون پہ اپنا نمبر
بار بار ڈائل کرتی ہوں

سوچ رہی ہوں
کب تک اُس کا ٹیلی فون انگیج رہے گا
دل کڑھتا ہے
اتنی اتنی دیر تلک
وہ کس سے باتیں کرتا ہے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

متاعِ قلب و جگر ہیں، ہمیں کہیں سے ملیں
مگر وہ زخم جو اُس دستِ شبنمیں سے ملیں

نہ شام ہے، نہ گھنی رات ہے، نہ پچھلا پہر
عجیب رنگ تری چشمِ سُرمگیں سے ملیں

میں اِس وصال کے لمحے کا نام کیا رکھوں
ترے لباس کی شکنیں تری جبیں سے ملیں

ستائشیں مرے احباب کی نوازش ہیں
مگر صلے تو مجھے اپنے نکتہ چیں سے ملیں

تمام عمر کی نامعتبر رفاقت سے
کہیں بھلا ہو کہ پل بھر ملیں، یقیں سے ملیں

یہی رہا ہے مقدر، مرے کسانوں کا
کہ چاند بوئیں اور ان کو گہن زمیں سے ملیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عکسِ شکستِ خواب بہر سُو بکھیریے
چہرے پہ خاک، زخم پہ خوشبو بکھیریے

کوئی گزرتی رات کے پچھلے پہر کہے
لمحوں کو قید کیجیے، کیسو بکھیریے

دھیمے سُروں میں کوئی مدھر گیت چھیڑیے
ٹھہری ہُوئی ہواؤں میں جادو بکھیریے

گہری حقیقتیں بھی اُترتی رہیں گی پھر
خوابوں کی چاندنی تو لبِ جُو بکھیریے

دامانِ شب کے نام کوئی روشنی تو ہو
تارے نہیں نصیب تو آنسو بکھیریے

دشتِ غزال سے کوئی خوبی تو مانگیے
شہرِ جمال میں رمِ آہُو بکھیریے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ تو خوشبو ہے، ہواؤں میں بکھر جائے گا
مسئلہ پھول کا ہے، پھول کدھر جائے گا

ہم تو سمجھے تھے کہ اک زخم ہے بھر جائے گا
کیا خبر تھی کہ رگِ جاں میں اُتر جائے گا

وہ ہواؤں کی طرح خانہ بجاں پھرتا ہے
ایک جھونکا ہے جو آئے گا، گزر جائے گا

وہ جب آئے گا تو پھر اُس کی رفاقت کے لیے
موسمِ گُل مرے آنگن میں ٹھہر جائے گا

آخرش وہ بھی کہیں ریت پہ بیٹھی ہوگی
تیرا یہ پیار بھی دریا ہے، اُتر جائے گا

مجھ کو تہذیب کے برزخ کا بنایا وارث
جرم یہ بھی مرے اجداد کے سر جائے گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پانیوں پانیوں جب چاند کا ہالہ اُترا
نیند کی جھیل پہ اک خواب پرانا اُترا

آزمائش میں کہاں عشق بھی پُورا اُترا
حسن کے آگے تو تقدیر کا لکھا اُترا

دھوپ ڈھلنے لگی، دیوار سے سایا اُترا
سطح ہموار ہوئی، پیار کا دریا اُترا

یاد سے نام مٹا، ذہن سے چہرہ اُترا
چند لمحوں میں نظر سے تری کیا کیا اُترا

آج کی شب میں پریشاں ہوں تو یوں لگتا ہے
آج مہتاب کا چہرہ بھی ہے اُترا اُترا

میری وحشت رمِ آہو سے کہیں بڑھ کر تھی
جب مری ذات میں تنہائی کا صحرا اُترا

اک شبِ غم کے اندھیرے پہ نہیں ہے موقوف
تو نے جو زخم لگایا ہے وہ گہرا اُترا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو بھی اس کی طرزِ پذیرائی پر گئی
دھیرے سے میرے ہاتھ کو چھو کر گزر گئی

آندھی کی زد میں آئے ہوئے پھول کی طرح
میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کے فضا میں بکھر گئی

شاخوں نے پھول پہنے تھے کچھ دیر قبل ہی
کیا ہو گیا، قبائے شجر کیوں اُتر گئی

اُن اُنگلیوں کا لمس تھا اور میری زُلف تھی
گیسو بکھر رہے تھے تو قسمت سنور گئی

اُترے نہ میرے گھر میں وہ مہتاب رنگ لوگ
میری دعائے نیم شبی بے اثر گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پورا دُکھ اور آدھا چاند!
ہجر کی شب اور ایسا چاند!

دن میں وحشت بہل گئی تھی
رات ہُوئی اور نکلا چاند

کس مقتل سے گزرا ہو گا
اتنا سہما سہما چاند

یادوں کی آباد گلی میں
گھوم رہا ہے تنہا چاند

میری کروٹ پر جاگ اُٹھے
نیند کا کتنا کچا چاند

میرے منہ کو کس حیرت سے
دیکھ رہا ہے بھولا چاند

اتنے گھنے بادل کے پیچھے
کتنا تنہا ہو گا چاند

آنسو روکے نور نہائے
دل دریا، تن صحرا چاند

اتنے روشن چہرے پر بھی
سورج کا ہے سایا چاند

جب پانی میں چہرہ دیکھا
تو نے کس کو سوچا چاند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

برگد کی ایک شاخ ہٹا کر — جانے کس کو جھانکا چاند
بادل کے ریشم جھولے میں — بھور سمے تک سویا چاند
رات کے شانوں پر سر رکھے — دیکھ رہا ہے سپنا چاند
سوکھے پتّوں کے جھرمٹ پر — شبنم تھی یا ننّھا چاند
ہاتھ ہلا کر رخصت ہوگا — اُس کی صورت ہجر کا چاند
صحرا صحرا بھٹک رہا ہے — اپنے عشق میں سچّا چاند

— رات کے شاید ایک بجے ہیں
سوتا ہوگا میرا چاند!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل و نگاہ پہ کس طور کے عذاب اُترے
وہ ماہتاب ہی اُترا، نہ اُس کے خواب اُترے

کہاں وہ رُت کہ جبینوں پہ آفتاب اُترے
زمانہ بیت گیا ان کی آب و تاب اُترے

میں اُس سے کھُل کے ملوں، سوچ کا حجاب اُترے
وہ چاہتا ہے مری روح کا نقاب اُترے

اُداس شب میں، کڑی دوپہر کے لمحوں میں
کوئی چراغ، کوئی صورتِ گلاب اُترے

کبھی کبھی ترے لہجے کی شبنمی ٹھنڈک
سماعتوں کے دریچوں پہ خواب خواب اُترے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فصیلِ شہرِ تمنّا کی زرد بیلوں پر
ترا جمال کبھی صورتِ سحاب اُترے

تری ہنسی میں نئے موسموں کی خوشبو تھی
نوید ہو کہ بدن سے پرانے خواب اُترے

سپردگی کا مجسّم سوال بن کے کھلوں
مثالِ قطرۂ شبنم ترا جواب اُترے

تری طرح، مری آنکھیں بھی معتبر نہ رہیں
سفر سے قبل ہی رستوں میں وہ سراب اُترے

ہمیں خبر ہے، ہوا کا مزاج رکھتے ہو
مگر یہ کیا، کہ ذرا دیر کو رُکے بھی نہیں!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دل کو لہو کروں تو کوئی نقش بن سکے
تو مجھ کو کربِ ذات کی سچّی کمائی دے

دُکھ کے سفر میں منزلِ نایافت کچھ نہ ہو
زخمِ جگر سے زخمِ ہُنر تک رسائی دے

میں عشقِ کائنات میں زنجیر ہو سکوں
مجھ کو حصارِ ذات کے شر سے رہائی دے

پیروں کی تشنگی پہ بھی ثابت قدم رہوں
دشتِ بلا میں ، روح مجھے کربلائی دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھنک دھنک مری پوروں کے خواب کر دے گا
وہ لمس میرے بدن کو گلاب کر دے گا

قبائے جسم کے ہر تار سے گزرتا ہُوا
کرن کا پیار مجھے آفتاب کر دے گا

جنوں پسند ہے دل اور تجھ تک آنے میں
بدن کو ناؤ، لہو کو چناب کر دے گا

میں سچ کہوں گی، مگر پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا، اور لاجواب کر دے گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انا پرست ہے اتنا کہ بات سے پہلے
وہ اُٹھ کے بند مری ہر کتاب کر دے گا

سکوتِ شہرِ سخن میں وہ پھول سا لہجہ
سماعتوں کی فضا خواب خواب کر دے گا

اسی طرح سے اگر چاہتا رہا پیہم
سخن وری میں مجھے انتخاب کر دے گا

مری طرح سے کوئی ہے جو زندگی اپنی
تمھاری یاد کے نام انتساب کر دے گا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کمالِ ضبط کو خود بھی تو آزماؤں گی
مَیں اپنے ہاتھ سے اُس کی دُلھن سجاؤں گی

سپُرد کر کے اُسے چاندنی کے ہاتھوں میں
میں اپنے گھر کے اندھیروں کو لوٹ آؤں گی

بدن کے کرب کو وہ بھی سمجھ نہ پائے گا
مَیں دل میں روؤں گی، آنکھوں میں مسکراؤں گی

وہ کیا گیا کہ رفاقت کے سارے لطف گئے
میں کس سے روٹھ سکوں گی، کسے مناؤں گی

اب اُس کا فن تو کسی اَور سے ہُوا منسوب
میں کس کی نظم اکیلے میں گنگناؤں گی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ایک رشتۂ بے نام بھی نہیں لیکن
میں اب بھی اُس کے اشاروں پہ سر جھکاؤں گی

بچھا دیا تھا گلابوں کے ساتھ اپنا وجود
وہ سو کے اُٹھے تو خوابوں کی راکھ اُٹھاؤں گی

سماعتوں میں گھنے جنگلوں کی سانسیں ہیں
میں اب کبھی تری آواز سُن نہ پاؤں گی

جواز ڈھونڈ رہا تھا نئی محبت کا
وہ کہہ رہا تھا کہ میں اُس کو بھول جاؤں گی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچے زخموں سے بدن سجنے لگے راتوں کے
سبز تحفے مجھے آنے لگے برساتوں کے

جیسے سب رنگ دھنک کے مجھے چھونے آئے
عکس لہراتے ہیں آنکھوں میں مری، ساتوں کے

بارشیں آئیں اور آنے لگے خوشرنگ عذاب
جیسے صندوقچے کھلنے لگے سوغاتوں کے

چھو کے گزری تھی ذرا جسم کو بارش کی ہوا
آنچ دینے لگے ملبوس جواں راتوں کے

پھر وہی باتیں وہ ہری بیلوں کے سائے سائے
واقعے خواب ہوئے ایسی ملاقاتوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قریۂ جاں میں کہاں اب وہ سخن کے موسم
سوچ چمکاتی رہے رنگ گئی باتوں کے

کن لکیروں کی نظر سے ترا رستہ دیکھوں
نقش معدوم ہوئے جاتے ہیں ان ہاتھوں کے

تو مسیحا ہے، بدن تک ہے تری چارہ گری
تیرے امکاں میں کہاں زخم کڑی باتوں کے

قافلے نکہت و انوار کے بے سمت ہوئے
جب سے دولھا نہیں ہونے لگے باراتوں کے

پھر رہے ہیں مرے اطراف میں بے چہرہ وجود
ان کا کیا نام ہے، یہ لوگ ہیں کن ذاتوں کے

آسمانوں میں وہ مصروف بہت ہے — یا پھر
بانجھ ہونے لگے الفاظ مناجاتوں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نم ہیں پلکیں تری اے موجِ ہوا، رات کے ساتھ
کیا تجھے بھی کوئی یاد آتا ہے برسات کے ساتھ

روٹھنے اور منانے کی حسیں ملنے لگیں
چشم پوشی کے سلیقے تھے، شکایات کے ساتھ

تجھ کو کھو کر بھی رہوں، خلوتِ جاں میں تیری
جیت پائی ہے محبت نے عجب مات کے ساتھ

نیند لاتا ہُوا، پھر آنکھ کو دُکھ دیتا ہُوا
تجربے دونوں ہیں وابستہ ترے ہات کے ساتھ

کبھی تنہائی سے محروم نہ رکھا مجھ کو
دوست ہمدرد ہے کتنے، مری ذات کے ساتھ:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب ہوا تک یہ کہے، نیند کو رخصت جانو
ایسے موسم میں جو خواب آئیں غنیمت جانو

جب تک اُس سادہ قبا کو نہیں چھونے پاتی
موجۂ رنگ کا پندار سلامت جانو

جس گھروندے میں ہوا آتے ہوئے کتراتے
دھوپ آجائے تو یہ اُس کی مروّت جانو

دشتِ غربت میں جہاں کوئی شناسا بھی نہیں
ابر رُک جائے ذرا دیر تو رحمت جانو

منہ پہ چھڑکاؤ ہو، اندر سے جڑیں کاٹی جائیں
اُس پہ اصرار، اسے عینِ محبت جانو

ورنہ یوں طنز کا لہجہ بھی کسے ملتا ہے
اُن کا یہ طرزِ سخن خاص عنایت جانو!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیسی بے چہرہ رُتیں آئیں وطن میں اب کے
پھول آنگن میں کِھلے ہیں نہ چمن میں اب کے

برف کے ہاتھ ہی، ہاتھ آئیں گے، اے موجِ ہوا
حدّتیں مجھ میں، نہ خوشبو کے بدن میں، اب کے

دھوپ کے ہاتھ میں جس طرح کھُلے خنجر ہوں
کھُردرے لہجوں کی نوکیں ہیں کرن میں اب کے

دل اُسے چاہے جسے عقل نہیں چاہتی ہے
خانہ جنگی ہے عجب ذہن و بدن میں اب کے

جی یہ چاہے، کوئی پھر توڑ کے رکھ دے مجھ کو
لذتیں ایسی کہاں ہوں گی تھکن میں اب کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا کیا نہ خواب ہجر کے موسم میں کھو گئے
ہم جاگتے رہے تھے مگر بخت سو گئے

اُس نے پیام بھیجے تو رستے میں رہ گئے
ہم نے جو خط لکھے وہ ہَوا بُرد ہو گئے

مَیں شہرِ گل میں زخم کا چہرہ کسے دکھاؤں
شبنم بدست لوگ تو کانٹے چبھو گئے

آنچل میں پھول لے کے کہاں جا رہی ہوں میں
جو آنے والے لوگ تھے، وہ لوگ تو گئے

کیا جانیے اُفق کے اُدھر کیا طلسم ہے
لوٹے نہیں زمین پہ، اک بار جو گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیسے بدن سے قوسِ قزح پھوٹنے لگی
بارش کے ہاتھ پھول کے سب زخم دھو گئے

آنکھوں میں دھیرے دھیرے اُتر کے پُرانے غم
پلکوں میں ننھے ننھے ستارے پرو گئے

وہ بچپنے کی نیند تو اب خواب ہو گئی
کیا عمر تھی کہ رات ہُوئی اور سو گئے!

کیا دُکھ تھے، کون جان سکے گا، نگارِ شب!
جو میرے اور تیرے دوپٹے بھگو گئے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویسے تو کج ادائی کا دکھ کب نہیں سہا
آج اُس کی بے رُخی نے مگر دل دُکھا دیا

موسم مزاج تھا، نہ زمانہ سرشت تھا
میں اب بھی سوچتی ہوں وہ کیسے بدل گیا

دکھ سب کے مشترک تھے مگر حوصلے جُدا
کوئی بکھر گیا تو کوئی مُسکرا دیا

جھوٹے تھے سارے پھول جو پیڑوں میں آ سجے تھے
کوئی شگوفہ بھی تو ثمر ور نہیں ہُوا

وہ چوٹ کیا ہُوئی کہ جو آنسو نہ بن سکی
وہ درد کیا ہُوا کہ جو مصرعہ نہ بن سکا

ایسے بھی زخم تھے کہ چھپاتے پھرے ہیں ہم
درپیش تھا کسی کے کرم کا معاملہ

آلودۂ سخن بھی نہ ہونے دیا اُسے
ایسا بھی دکھ ملا جو کسی سے نہیں کہا

تیرا خیال کر کے میں خاموش ہو گئی
ورنہ زبانِ خلق سے کیا کیا نہیں سُنا

میں جانتی ہوں میری بھلائی اسی میں تھی
لیکن یہ فیصلہ بھی کچھ اچھا نہیں ہُوا

میں برگ برگ اُس کو نمو بخشتی رہی
وہ شاخ شاخ میری جڑیں کاٹتا رہا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈسنے لگے ہیں خواب مگر کس سے بولیے
میں جانتی تھی، پال رہی ہوں سنپولیے!

بس یہ ہُوا کہ اُس نے تکلّف سے بات کی
اور ہم نے روتے روتے دوپٹّے بھگو لیے

پلکوں پہ کچی نیندوں کا رس پھیلتا ہو جب
ایسے میں آنکھ دھوپ کے رخ کیسے کھولیے

تیری برہنہ پائی کے دُکھ بانٹتے ہُوئے
ہم نے خود اپنے پاؤں میں کانٹے چبھو لیے

میں تیرا نام لے کے تذبذب میں پڑ گئی
سب لوگ اپنے اپنے عزیزوں کو رو لیے!

"خوشبو کہیں نہ جائے" یہ اصرار ہے بہت
اور یہ بھی آرزو کہ ذرا زلف کھولیے

تصویر جب نئی ہے، نیا کینوس بھی ہے
پھر طشتری میں رنگ پُرانے نہ گھولیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد کیا آئی کہ روشن ہو گئے آنسو کے گھر
جنگلوں میں شام اُتری، جل اُٹھے جگنو کے گھر

رات کی رانی کا آنچل تھام کر چلتی ہوں میں
آج کی شب زندگی مہماں ہوئی، خوشبو کے گھر

رات میں بھیگے ہوئے جنگل کا منظر دیکھنے
شب گزیدہ لوگ کیسے جائیں گے جگنو کے گھر

کیا عجب جو سر کٹے لوگوں کی پرچھائیں ملی
شہر میں کھلنے لگے ہیں جا بجا جادو کے گھر

تجھ میں خواہش تھی کہ گہری رات کا تارہ بنے
آ، کہ اب پہلے سے بھی تاریک ہیں گیسو کے گھر

پہلے یہ منظر پڑھا تھا صرف، اب دیکھا بھی ہے
بانسری بجتی رہی جلتے رہے نیرو کے گھر!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

درد پھر جاگا، پرانا زخم پھر تازہ ہُوا
فصلِ گل کتنے قریب آئی ہے، اندازہ ہُوا

صبح یوں نکلی، سنور کے جس طرح کوئی دُلہن
شبنم آویزہ ہُوئی، رنگِ شفق غازہ ہُوا

ہاتھ میرے بھول بیٹھے دستکیں دینے کا فن
بند مجھ پر جب سے اُس کے گھر کا دروازہ ہُوا

ریل کی سیٹی میں کیسے ہجر کی تمہید تھی
اُس کو رخصت کر کے گھر لوٹے تو اندازہ ہُوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد کیا آئیں گے وہ لوگ جو آئے، نہ گئے
کیا پذیرائی ہو اُن کی جو بُلائے نہ گئے

اب وہ نیندوں کا اُجڑنا تو نہیں دیکھیں گے
وہی اچھے تھے جنھیں خواب دکھائے نہ گئے

رات بھر میں نے کھُلی آنکھوں سے سپنا دیکھا
رنگ وہ پھیلے کہ نیندوں سے چُرائے نہ گئے

بارشیں رقص میں تھیں اور زمیں ساکت تھی
عام تھا فیض مگر رنگ کمائے نہ گئے

پر سمیٹے ہُوئے شاخوں میں پرندے آ کر
ایسے سوئے کہ ہوا سے بھی جگائے نہ گئے

تیز بارش ہو، گھنا پیڑ ہو، اک لڑکی ہو
ایسے منظر کبھی شہروں میں تو پائے نہ گئے

روشنی آنکھ نے پی اور سرِ مژگانِ خیال
چاند وہ چمکے کہ سورج سے بجھائے نہ گئے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلاب ہاتھ میں ہو، آنکھ میں ستارہ ہو
کوئی وجود محبت کا استعارہ ہو

میں گہرے پانی کی اس رو کے ساتھ بہتی رہوں
جزیرہ ہو کہ مقابل کوئی کنارہ ہو

کبھی کبھار اُسے دیکھ لیں، کہیں مل لیں
یہ کب کہا تھا کہ وہ خوش بدن ہمارا ہو

قصور ہو تو ہمارے حساب میں لکھ جائے
محبتوں میں جو احسان ہو، تمھارا ہو

یہ اتنی رات گئے کون دستکیں دے گا
کہیں ہوا کا ہی اُس نے نخ روپ دھارا ہو

افق تو کیا ہے، درِ کہکشاں بھی چھُو آئیں
مسافروں کو اگر چاند کا اشارہ ہو

میں اپنے حصّے کے سُکھ جس کے نام کر ڈالوں
کوئی تو ہو جو مجھے اس طرح کا پیارا ہو

اگر وجود میں آہنگ ہے تو وصل بھی ہے
میں چاہے نظم کا ٹکڑا، وہ نثر پارہ ہو!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیم خوابی کا فسوں ٹوٹ رہا ہو جیسے
آنکھ کا نیند سے دل چھوٹ رہا ہو جیسے

رنگ پھیلا تھا لہو میں نہ ستارہ چمکا
اب کے ہر لمس ترا جھوٹ رہا ہو جیسے

پھر شفق رنگ ہوئی کوچۂ جاناں کی زمیں
آبلہ پاؤں کا پھر پھوٹ رہا ہو جیسے

روشنی پائی نہیں، رات بھی باقی ہے ابھی
چاند سے ربط مگر ٹوٹ رہا ہو جیسے!

سرخ بیلیں تو ستونوں میں چڑھی ہیں لیکن
کوئی آنگن کا سکوں لوٹ رہا ہو جیسے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا کی دُھن پر بن کی ڈالی ڈالی گائے
کوئل کو کے جنگل کی ہریالی گائے

رُت وہ ہے جب کونپل کی خوشبو سُر مانگے
پُروا کے ہمراہ عمر یا بالی گائے

مورنی بن کر پروا سنگ میں جب بھی ناچوں
پُروا بھی بن میں ہو کر متوالی گائے

رات گئے میں بندیا کھوجنے جب بھی نکلوں
کنگن کھنکے اور کانوں کی بالی گائے

رنگ منایا جائے، خوشبو کھیلی جائے
پھول ہنسیں، پتے ناچیں اور مالی گائے

میرے بدن کا رواں رواں اس میں بھیگے
نشے میں اور ہوا بھوپالی گائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بسے ہوئے ہیں پلکوں پر خوشرنگ دئے سے
آنکھ ستاروں کی چھاؤں دیوالی گائے

ہوا کے سنگ چلے رہ رہ کے لئے جنسی کی
جیسے دریا پار کوئی بھٹیالی گائے

ساجن کا اصرار کہ ہم تو گیت سُنیں گے
گوری چُپ ہے لیکن مکھ کی لالی گائے

منہ سے نہ بولے، نین مگر مسکاتے جائیں
اُجلی دھوپ نہ بولے، رینا کالی گائے

دھانی بالکیں جب بھی سہاگن کو پہنائے
شوخ سُروں میں کیا کیا چوڑی والی گائے

محنت کی سندرتا کھیتوں میں پھیلی ہے
نرم ہوا کی دھن پر دھان کی بالی گائے

خود کو بکتے دیکھ رہی ہے لیکن چُپ ہے
میری صورت بھولی صورت والی گائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نظر کی تیزی میں ہلکی ہنسی کی آمیزش
ذرا سی دھوپ میں کچھ چاندنی کی آمیزش

یہی تو وجہِ شکستِ وفا ہوئی میری
خلوصِ عشق میں سادہ دلی کی آمیزش

مرے لیے ترے الطاف کی وہ اُجلی رُت
عذابِ مرگ میں بھی زندگی کی آمیزش

وہ چاند بن کے مرے جسم میں پگھلتا رہا
لہو میں ہوتی گئی روشنی کی آمیزش

یہ کون بن میں بھٹکتا تھا جس کے نام پہ ہے
ہوائے دشت میں آشفتگی کی آمیزش

زمیں کے چہرے پہ بارش کے پہلے پیار کے بعد
خوشی کے ساتھ تھی حیرانگی کی آمیزش

سمندروں کی طرح میری آنکھ ساکت ہے
مگر سکوت میں کس بے کلی کی آمیزش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشبو ہے وہ تو چھُو کے بدن کو گزر نہ جائے
جب تک مرے وجود کے اندر اُتر نہ جائے

خود پھُول نے بھی ہونٹ کیے اپنے نیم وا
چوری تمام رنگ کی، تتلی کے سر نہ جائے

ایسا نہ ہو کہ لمس بدن کی سزا بنے
جی پھول کا ہوا کی محبت سے بھر نہ جائے

اس خوف سے وہ ساتھ نبھانے کے حق میں ہے
کھو کر مجھے، یہ لڑکی کہیں دکھ سے مر نہ جائے

شدّت کی نفرتوں میں سدا جس نے سانس لی
شدّت کا پیار پا کے خلا میں بکھر نہ جائے

اُس وقت تک کناروں سے ندی چڑھی رہے
جب تک سمندروں کے بدن میں اُتر نہ جائے

پلکوں کو اُس کی، اپنے دوپٹے سے پونچھ دوں
کل کے سفر میں آج کی گردِ سفر نہ جائے

مَیں کس کے ہاتھ بھیجوں اُسے آج کی دعا
قاصد، ہوا، ستارہ، کوئی اُس کے گھر نہ جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رنگ، خوشبو میں اگر حل ہو جائے
وصل کا خواب مکمل ہو جائے

چاند کا چوما ہُوا سرخ گلاب
تیتری دیکھے تو پاگل ہو جائے

میں اندھیروں کو اُجالوں ایسے
تیرگی آنکھ کا کاجل ہو جائے

دوش پر بارشیں لے کر گھومیں
میں ہوا اور وہ بادل ہو جائے

نرم سبزے پہ ذرا جھک کے چلے
شبنمی رات کا آنچل ہو جائے

عمر بھر تھامے رہے خوشبو کو
پھول کا ہاتھ مگر شل ہو جائے

چڑیا پنّوں میں سمٹ کر سوئے
پیڑ یوں پھیلے کہ جنگل ہو جائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی ہی صدا سنوں کہاں تک
جنگل کی ہوا رہوں کہاں تک

ہر بار ہَوا نہ ہو گی در پر
ہر بار مگر اُٹھوں کہاں تک

دم گھُٹتا ہے گھر میں حبس وہ ہے
خوشبو کے لیے رُکوں کہاں تک

پھر آ کے ہوائیں کھول دیں گی
زخم اپنے رفو کروں کہاں تک

ساحل پہ سمندروں سے بچ کر
میں نام ترا لکھوں کہاں تک

تنہائی کا ایک ایک لمحہ
ہنگاموں سے قرض لوں کہاں تک

گر لمس نہیں تو لفظ ہی بھیج
میں تجھ سے جُدا رہوں کہاں تک

سُکھ سے بھی تو دوستی کبھی ہو
دکھ سے ہی گلے ملوں کہاں تک

منسوب ہو ہر کرن کسی سے
اپنے ہی لیے جلوں کہاں تک

آنچل مرے بھر کے پھٹ رہے ہیں
پھُول اُس کے لیے چُنوں کہاں تک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شمن ہے اور ساتھ رہے جان کی طرح
مجھ میں اُتر گیا ہے وہ سرطان کی طرح

جکڑے ہُوئے ہے تن کو مرے اس کی آرزو
پھیلا ہُوا ہے جال سا شریان کی طرح

دیوار و دیوار نے جس کے لیے ہجر کاٹے تھے
آیا تھا چند روز کو، مہمان کی طرح

دُکھ کی رُتوں میں پیڑ نے تنہا سفر کیا
پتّوں کو پہلے بھیج کے سامان کی طرح

گہرے خنک اندھیرے میں اُجلے تکلّفات
گھر کی فضا بھی ہو گئی شیزان کی طرح

ق

ڈوبا ہُوا ہے حسنِ سخن میں سکوتِ شب
تارِ ربابِ روح میں کلیان کی طرح

آہنگ کے جمال میں انجیل کی دعا
نرمی میں اپنی سورۂ رحمان کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھونے سے قبل رنگ کے پیکر پگھل گئے
مٹھی میں آنہ پائے کہ جگنو نکل گئے

پھیلے ہوئے تھے جاگتی نیندوں کے سلسلے
آنکھیں کھلیں تو رات کے منظر بدل گئے

کب حدتِ گلاب پہ حرف آنے پائے گا
تتلی کے پر اُڑان کی گرمی سے جل گئے

آگے تو صرف ریت کے دریا دکھائی دیں
کن بستیوں کی سمت مسافر نکل گئے

پھر چاندنی کے دام میں آنے کو تھے گلاب
صد شکر نیند کھونے سے پہلے سنبھل گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چہرہ نہ دکھا، صدا سُنا دے — جینے کا ذرا تو حوصلہ دے
دکھلا کسی طور اپنی صورت — آنکھوں کو مزید مت سزا دے
چُھو کر مری سوچ ۔ میرے تن میں — بیلیں ہرے رنگ کی اُگا دے
جاناں! نہ خیالِ دوستی کر — دے زہر جو اَب تو تیز سا دے
شدّت ہے مزاج میرے خوں کا — نفرت کی بھی دے تو انتہا دے
ٹوٹی ہُوئی شام منتظر ہے — جھک کر مجھے آئنہ دکھا دے
دل پھٹنے لگا ہے ضبطِ غم سے — مالک! کوئی درد آشنا دے
سوئی ہے ابھی تو جاگ کے شبنم — ایسا نہ ہو موجِ گُل اُٹھا دے

چکھوں ممنوعہ ذائقے بھی
دل! سانپ سے دوستی بڑھا دے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دستِ شب پر دکھائی کیا دیں گی
سلوٹیں روشنی میں اُبھریں گی

گھر کی دیواریں میرے جانے پر
اپنی تنہائیوں کو سوچیں گی

اُنگلیوں کو تراشوں، پھر بھی
عادتاً اُس کا نام لکھیں گی

رنگ و بُو سے کہیں پناہ نہیں
خواہشیں بھی کہاں اماں دیں گی

ایک خوشبو سے بچ بھی جاؤں اگر
دوسری نکہتیں جکڑ لیں گی

خواب میں تتلیاں پکڑنے کو
نیندیں بچّوں کی طرح دوڑیں گی

کھڑکیوں پر دبیز پردے ہوں
بارشیں پھر بھی دستکیں دیں گی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ذرے سرکش ہوئے، کہنے میں ہوا ئیں بھی نہیں
آسمانوں پہ کہیں تنگ نہ ہو جائے زمیں

آ کے دیوار پہ بیٹھی تھیں کہ پھر اُڑ نہ سکیں
تتلیاں بانجھ مناظر میں نظر بند ہوئیں

پیڑ کی سانسوں میں چڑیا کا بدن کھنچتا گیا
نبض رکتی گئی، شاخوں کی رگیں کھلتی گئیں

ٹوٹ کر اپنی اُڑانوں سے، پرندے آئے
سانپ کی آنکھیں درختوں پہ بھی اب اُگنے لگیں

شاخ در شاخ الجھتی ہیں رگیں پیڑوں کی
سانپ سے دوستی، جنگل میں نہ بھٹکائے کہیں

گود لے لی ہے چٹانوں نے سمندر سے نمی
جھوٹے پھولوں کے درختوں پہ بھی خوشبوئیں ٹکیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ جس سے رہا آج تک آواز کا رشتہ
بھیجے مری سوچوں کو اب الفاظ کا رشتہ

تتلی سے مرا پیار کچھ ایسے بھی بڑھا ہے
دونوں میں رہا لذتِ پرواز کا رشتہ

سب لڑکیاں اک دوسرے کو جان رہی ہیں
یوں عام ہُوا مسلکِ شہناز کا رشتہ

راتوں کی ہَوا اور مرے تن کی مہک میں
مشترکہ ہُوا اک درِ کم باز کا رشتہ

تتلی کے لبوں اور گلابوں کے بدن میں
رہتا ہے سدا چھوٹے سے اک راز کا رشتہ

ملنے سے گریزاں ہیں، نہ ملنے پہ خفا بھی
دَم توڑتی چاہت ہے کس انداز کا رشتہ!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حلقۂ رنگ سے باہر دیکھوں
خود کو خوشبو میں سمو کر دیکھوں

اُس کو بینائی کے اندر دیکھوں
عمر بھر دیکھوں کہ پل بھر دیکھوں

کس کی نیندوں کے چُرا لائی رنگ
موجۂ زلف کو چُھو کر دیکھوں

زرد برگد کے اکیلے پن میں
اپنی تنہائی کے منظر دیکھوں

موت کا ذائقہ لکھنے کے لیے
چند لمحوں کو ذرا مَر دیکھوں!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مشترکہ دشمن کی بیٹی

ننھے سے اک چینی ریستوران کے اندر
میں اور میری نیشنلسٹ کولیگز
کیٹس کی نظموں جیسے دلآویز دھندلکے میں بیٹھی
سوپ کے پیالے سے اٹھتی، خوش لمس مہک کو
تن کی سیرابی میں بدلتا دیکھ رہی تھیں
باتیں "ہوا نہیں پڑھ سکتی"، تاج محل، میسور کے ریشم
اور بنارس کی ساڑی کے ذکر سے جھلمل کرتی
پاک و ہند سیاست تک آ نکلیں
پینسٹھ — اُس کے بعد اکہتر — جنگی قیدی
امرتسر کاٹی دی —
پاکستانی کلچر — محاذِ نو — خطرے کی گھنٹی.....

میری جوشیلی کولیگز
اس حملے پر بہت خفا تھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں نے کچھ کہنا چاہا، تو
اُن کے منہ یوں بگڑ گئے تھے
جیسے سُوپ کے بدلے اُنھیں کونین کا رس پینے کو ملا ہو
ریستوران کے مالک کی ہنس مکھ بیوی بھی
میری طرف شاکی نظروں سے دیکھ رہی تھی
(شاید سنہ باسٹھ کا کوئی تیر ابھی تک اُس کے دل میں ترازو تھا!)

ریستوران کے نروز میں جیسے
ہائی بلڈ پریشر انساں کے جسم کی جیسی جھلاہٹ در آئی تھی
یہ کیفیت کچھ لمحے رہتی
تو ہمارے ذہنوں کی شریانیں پھٹ جاتیں
لیکن اُس پل، آرکسٹرا خاموش ہُوا
اور تنّا کی رس ٹپکاتی، شہد آگیں آواز، کچھ ایسے اُبھری
جیسے حبس زدہ کمرے میں
دریا کے رُخ والی کھڑکی کھلنے لگی ہو!
میں نے دیکھا
جسموں اور چہروں کے تناؤ پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان دیکھے ہاتھوں کی ٹھنڈک
پیار کی شبنم چھڑک رہی تھی
مسخ شدہ چہرے جیسے پھر سنور رہے تھے
میری نیشنلسٹ کولیگز
ہاتھوں کے پیالوں میں اپنی ٹھوڑیاں رکھے
ساکت و جامد بیٹھی تھیں
گیت کا جادو بول رہا تھا!
میز کے نیچے
ریستوران کے مالک کی ہنس مکھ بیوی کے
نرم گلابی پاؤں بھی
گیت کی ہمراہی میں تھرک رہے تھے!

مشترکہ دشمن کی بیٹی
مشترکہ محبوب کی صورت
اُجلے ریشم لہجوں کی باہیں پھیلائے
ہمیں سمیٹے
ناچ رہی تھی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بارش ہوئی تو پھولوں کے تن چاک ہو گئے
موسم کے ہاتھ بھیگ کے سفاک ہو گئے

بادل کو کیا خبر ہے کہ بارش کی چاہ میں
کیسے بلند و بالا شجر خاک ہو گئے

جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں
بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

لہرا رہی ہے برف کی چادر ٹہنا کے گھاس
سورج کی شہ پہ تنکے بھی بے باک ہو گئے

بستی میں جتنے آب گزیدہ تھے سب کے سب
دریا کے رُخ بدلتے ہی تیراک ہو گئے

سورج دماغ لوگ بھی ابلاغِ فکر میں
زُلفِ شبِ فراق کے پیچاک ہو گئے

جب بھی غریبِ شہر سے کچھ گفتگو ہوئی
لہجے ہوائے شام کے نمناک ہو گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا ڈوبتے ہوؤں کی صدائیں سمیٹتیں
سیلاب کی سماعتیں، آندھی کو رہن تھیں

کائی کی طرح لاشیں چٹانوں پہ اُگ گئیں
زرخیزیوں سے اپنی پریشان تھی زمیں

پیڑوں کا ظرف وہ کہ جڑیں تک نکال دیں
پانی کی پیاس ایسی کہ بجھتی نہ تھی کہیں

بچّوں کے خواب پی کے بھی حلقوم خشک تھے
دریا کی تشنگی میں بڑی وحشتیں رہیں

بارش کے ہاتھ چُنتے رہے بستیوں سے خواب
نیندیں ہوائے تند کی موجوں کو بھا گئیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ملبے سے ہر مکان کے، نکلے ہُوئے تھے ہاتھ
آندھی کو تھامنے کی بڑی کوششیں ہوئیں

تعویذ والے ہاتھ مگر مچھ کے پاس تھے
تہہ سے، دعا لکھی ہُوئی پیشانیاں ملیں

موجوں کے ساتھ سانپ بھی پھنکارنے لگے
جنگل کی دہشتیں بھی سمندر سے مل گئیں

بس رقص پانیوں کا تھا وحشت کے راگ پر
دریا کو سب دھنیں تو ہواؤں نے لکھ کے دیں!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سما کے ابر میں، برسات کی اُمنگ میں ہوں
ہوا میں جذب ہوں، خوشبو کے انگ انگ میں ہوں

فضا میں تیر رہی ہوں، صدا کے رنگ میں ہوں
لہو سے پوچھ رہی ہوں، یہ کس ترنگ میں ہوں

دھنک اُترتی نہیں میرے خون میں جب تک
میں اپنے جسم کی نیلی رگوں سے جنگ میں ہوں

بہار نے مری آنکھوں پہ پھول باندھ دیے!
رہائی پاؤں تو کیسے، حصارِ رنگ میں ہوں

کھلی فضا ہے، کھُلا آسماں بھی سامنے ہے
مگر یہ ڈر نہیں جاتا، ابھی نہنگ میں ہوں

ہوا گزیدہ بنفشے کے پھول کی مانند
پناہِ رنگ سے بچ کر، پناہِ سنگ میں ہوں

صدف میں اُتروں تو پھر میں گہر بھی بن جاؤں
صدف سے پہلے مگر حلقۂ نہنگ میں ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات کے زہر سے رسیلے ہیں
صبح کے ہونٹ کتنے نیلے ہیں!

ریت پر تیرتے جزیرے ملیں
پانیوں پر ہوا کے ٹیلے ہیں

ریزگی کا عذاب سہنا ہے
خوف سے سارے پیڑ پیلے ہیں

ہجر، سناٹا، پچھلے پہر کا چاند
خود سے ملنے کے کچھ وسیلے ہیں

دستِ خوشبو کرے مسیحائی
ناخنِ گل نے زخم چھیلے ہیں

عشق سورج سے وہ بھی فرمائیں
جو شبِ تار کے رکھیلے ہیں

خوشبوئیں پھر بچھڑ نہ جائیں کہیں
ابھی آنچل ہوا کے گیلے ہیں

کھڑکی دریا کے رخ پہ جب سے کھلی
فرش کمروں کے سیلے سیلے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمیں کے حلقے سے نکلا تو چاند پچھتایا
کشش بچھانے لگا ہے ہر اگلا ستارہ
میں پانیوں کی مسافر، وہ آسمانوں کا
کہاں سے ربط بڑھائیں کہ درمیاں ہے خلا
بچھڑتے وقت دلوں کو اگرچہ دکھ تو ہُوا
کھُلی فضا میں مگر سانس لینا اچھا لگا
جو صرف روح تھا، فرقت میں بھی، وصال میں بھی!
اُسے بدن کے اثر سے رہا تو ہونا تھا
گئے دنوں میں جو تھا ذہن و جسم کی لذّت
وہی وصال طبیعت کا جبر بننے لگا
چلی ہے تھام کے بادل کے ہاتھ کو خوشبو
ہوا کے ساتھ سفر کا مقابلہ ٹھہرا!
برس سکے تو برس جائے اس گھڑی، ورنہ
بکھیر ڈالے گی بادل کے سارے خواب، ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں جگنوؤں کی طرح رات بھر کا چاند ہُوئی
ذرا سی دھوپ نکل آئی اور ماند ہُوئی

حدودِ رقص سے آگے نکل گئی تھی کبھی
سو مورنی کی طرح عمر بھر کو راند ہُوئی

مہِ تمام! ابھی چھت پہ کون آیا تھا
کہ جس کے آگے تری روشنی بھی ماند ہوئی

ٹکے کا چارہ نہ گیتاں کو زندگی میں دیا
جو مر گئی ہے تو سونے کے مول ناند ہُوئی

نہ پوچھ، کیوں اُسے جنگل کی رات اچھی لگی
وہ لڑکی جو کہ کبھی تیرے گھر کا چاند ہُوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب کون سے موسم سے کوئی آس لگائے
برسات میں بھی یاد نہ جب اُن کو ہم آئے
مٹی کی مہک سانس کی خوشبو میں اُتر کر
بھیگے ہوئے سبزے کی ترائی میں بُلائے
دریا کی طرح موج میں آئی ہوئی برکھا
زردائی ہوئی رُت کو ہرا رنگ پلائے
بوندوں کی چھما چھم سے بدن کانپ رہا ہے
اور مست ہوا رقص کی لَے تیز کیے جائے
شاخیں ہیں تو وہ رقص میں، پتّے ہیں تو رم میں
پانی کا نشہ ہے کہ درختوں کو چڑھا جائے
ہر لہر کے پاؤں سے لپٹنے لگے گھنگھرو
بارش کی ہنسی تال پہ پازیب جو چھنکائے
انگور کی بیلوں پہ اُتر آئے ستارے
رُکتی ہوئی بارش نے بھی کیا رنگ دکھائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

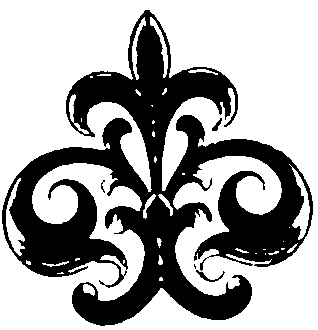

ہمارے عہد میں شاعر کے نرخ کیوں نہ بڑھیں
امیرِ شہر کو لاحق ہوئی سخن فہمی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرگوشیٔ بہار سے خوشبو کے در کھُلے
کس اسم کے جمال سے بابِ ہُنر کھُلے

جب رنگ پا بہ گِل ہوں، ہوا میں بھی قید ہوں
کیا اُس فضا میں پرچمِ زخمِ جگر کھُلے

خیمے سے دُور، شام ڈھلے، اجنبی جگہ
نکلی ہوں کس کی کھوج میں، بے وقت سر کھُلے

شاید کہ چاند بھُول پڑے راستہ کبھی
رکھتے ہیں اس امید پہ کچھ لوگ گھر کھُلے

وہ مجھ سے دُور، خوش ہے؟ خفا ہے؟ اُداس ہے؟
کس حال میں ہے؟ کچھ تو مرا نامہ بر کھُلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہر رنگ میں وہ شخص نظر کو بھلا لگے
حد یہ — کہ روٹھ جانا بھی اُس شوخ پر کھلے

کھل جائے کن ہواؤں سے رسمِ بدن ہی
خلوت میں پھول سے کبھی تتلی اگر کھلے

راتیں تو قافلوں کی معیت میں کاٹ لیں
جب روشنی بٹی تو کئی راہبر کھلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا سے جنگ میں ہوں، بے اماں ہوں
شکستہ کشتیوں پر بادباں ہوں
میں سورج کی طرح ہوں دھوپ اوڑھے
اور اپنے آپ پر خود سائباں ہوں
مجھے بارش کی چاہت نے ڈبویا
میں پختہ شہر کا کچا مکاں ہوں
خود اپنی چال اُلٹی چلنا چاہوں
میں اپنے واسطے خود آسماں ہوں
دعائیں دے رہی ہوں دشمنوں کو
اور اک ہمدرد پر نامہرباں ہوں
پرندوں کو دعا سکھلا رہی ہوں
میں بستی چھوڑ، جنگل کی اذاں ہوں
ابھی تصویر میری کیا بنے گی
ابھی تو کینوس پر اک نشاں ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہاں آرام لمحہ بھر رہا ہے
سفر، میرا تعاقب کر رہا ہے

رہی ہوں بے اماں موسم کی زد پر
ہتھیلی پر ہوا کی، سر رہا ہے

میں اک نوزائیدہ چڑیا ہوں لیکن
پرانا باز، مجھ سے ڈر رہا ہے

پذیرائی کو میری شہرِ گل میں
صبا کے ہاتھ میں پتھر رہا ہے

ہوائیں چھو کے رستہ بھول جائیں
مرے تن میں کوئی منتر رہا ہے

میں اپنے آپ کو ڈسنے لگی ہوں
مجھے اب زہر اچھا کر رہا ہے

کھلونے پا لیے ہیں میں نے لیکن
مرے اندر کا بچہ مر رہا ہے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ فرصتِ ناخنِ گُل، نام کو، لوں
ہَوا ہُوں، اپنی گرہیں آپ کھولوں

تری خوشبو بچھڑ جانے سے پہلے
میں اپنے آپ میں تجھ کو سمو لوں

کھُلی آنکھوں سے سپنے قرض لے کر
تری تنہائیوں میں رنگ گھولوں

ملے گی آنسوؤں سے تن کو ٹھنڈک
بڑی لُو ہے، ذرا آنچل بھگو لوں

وہ اب میری ضرورت بن گیا ہے
کہاں ممکن رہا، اُس سے نہ بولوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں چڑیا کی طرح، دن بھر تھکی ہوں
ہُوئی ہے شام تو کچھ دیر سو لوں

چلوں مقتل سے اپنے شام، لیکن
میں پہلے اپنے پیاروں کو تو رو لوں

مرا نوحہ کناں کوئی نہیں ہے
سو اپنے سوگ میں خود بال کھولوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عمر بھر کے لیے اب تو سوئی کی سوئی ہی معصوم شہزادیاں رہ گئیں
نیند چنتے ہوئے ہاتھ ہی تھک گئے وہ بھی جب آنکھ کی سوئیاں رہ گئیں

لوگ گلیوں سے ہو کر گزرتے رہے کوئی ٹھٹکا، نہ ٹھہرا، نہ واپس ہوا
ادھ کھلی کھڑکیوں سے لگی، شام سے راہ تکتی ہوئی لڑکیاں رہ گئیں

پاؤں چھو کر پجاری الگ ہو گئے، نیم تاریک مندر کی تنہائی میں
آگ بنتی ہوئی تن کی نوخیز خوشبو سمیٹے ہوئے دیویاں رہ گئیں

وہ ہوا تھی کہ کچے مکانوں کی چھت اڑ گئی، اور مکیں لاپتہ ہو گئے
اب تو موسم کے ہاتھوں (خزاں میں) اجڑنے کو بس خواب کی بستیاں رہ گئیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آخرکار تو وہ بھی رخصت ہُوا، ساری سکھیاں بھی اب اپنے گھر کی ہُوئیں
زندگی بھر کو فنکار سے گفتگو کے لیے صرف تنہائیاں رہ گئیں

شہرِ گُل میں ہواؤں نے چاروں طرف اس قدر ریشمیں جال پھیلا دیے
تھرتھراتے پروں میں شکستہ اُڑانیں سمیٹے ہُوئے تتلیاں رہ گئیں

اجنبی شہر کی اوّلیں شام ڈھلنے لگی، پُرسہ دینے جو آئے۔ گئے
جلتے خیموں کی بجھتی ہُوئی راکھ پر بال کھولے ہُوئے بیبیاں رہ گئیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانے پھر اگلی صدا کس کی تھی
نیند نے آنکھ پہ دستک دی تھی

موج در موج ستارے نکلے
جھیل میں چاند کرن اُتری تھی

پریاں آئی تھیں کہانی کہنے
چاندنی رات نے لوری دی تھی

بات خوشبو کی طرح پھیل گئی
پیرہن میرا، شکن تیری تھی

آنکھ کو یاد ہے وہ پل اب بھی
نیند جب پہلے پہل ٹوٹی تھی

عشق تو خیر تھا اندھا لڑکا
حسن کو کون سی مجبوری تھی

کیوں وہ بے سمت ہُوا، جب میں نے
اُس کے بازو پہ دعا باندھی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دُکھ نوشتہ ہے تو آندھی کو لکھا! آہستہ
اے خدا اب کے چلے زرد ہوا، آہستہ

خواب جل جائیں، مری چشمِ تمنا بجھ جائے
بس ہتھیلی سے اُڑے رنگِ حنا آہستہ!

زخم ہی کھولنے آئی ہے تو عجلت کیسی
چھُو مرے جسم کو، اے بادِ صبا! آہستہ!

ٹوٹنے اور بکھرنے کا کوئی موسم ہو
پھول کی ایک دُعا — موجِ ہوا! آہستہ

جانتی ہوں کہ بچھڑنا تری مجبوری ہے
پر مری جان! سٹ مجھ کو سزا آہستہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری چاہت میں بھی اب سوچ کا رنگ آنے لگا
اور ترا پیار بھی شدت میں ہُوا آہستہ

نیند پر جال سے پڑنے لگے آوازوں کے
اور پھر ہونے لگی تیری صدا آہستہ

رات جب پھول کے رخسار پہ ڈھیرے سے جھکی
"چاند نے جھک کے کہا اور ذرا آہستہ!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

منظر ہے وہی ٹھٹھک رہی ہوں
حیرت سے پلک جھپک رہی ہوں

یہ تُو ہے کہ میرا واہمہ ہے!
بند آنکھوں سے تجھ کو تک رہی ہوں

جیسے کہ کبھی نہ تھا تعارف
یوں ملتے ہُوئے جھجک رہی ہوں

پہچان! میں تیری روشنی ہوں
اور تیری پلک پلک رہی ہوں

کیا چین ملا ہے سر جو اُس کے
شانوں پہ رکھے سسک رہی ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پتھر پہ کھلی، پہ چشمِ گُل میں
کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہوں

جگنو کہیں تھک کے گر چکا ہے
جنگل میں کہاں بھٹک رہی ہوں

گڑیا مری سوچ کی چھپنی کیا
بچی کی طرح بلک رہی ہوں

اک عمر ہوئی ہے خود سے لڑتے
اندر سے تمام تھک رہی ہوں

رس پھر سے جڑوں میں جا رہا ہے
میں شاخ پہ کب سے پک رہی ہوں

تخلیقِ جمالِ فن کا لمحہ!
کلیوں کی طرح چٹک رہی ہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈھونڈا کیے ہاتھ جگنوؤں کے
میلے سے بچھڑ کے آنسوؤں کے

اِک رات کِھلا تھا اُس کا وعدہ
آنگن میں ہجوم خوشبوؤں کے

شہروں سے ہوا جو ہو کے آئی
دم گھٹنے لگے ہیں آہوؤں کے

کس بات پہ کائنات تج دیں
کھلتے نہیں بھید سادھوؤں کے

تنہا مری ذات دشتِ شب میں
اطراف میں خیمے بدوؤں کے!

یہ بول ہوا کے لب پہ ہیں — یا
منتر ہیں قدیم جادوؤں کے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب کیا ہے جو تیرے پاس آؤں
کس مان پہ تجھ کو آزماؤں

زخم اب کے تو سامنے سے کھاؤں
دشمن سے نہ دوستی بڑھاؤں

تتلی کی طرح جو اُڑ چکا ہے
وہ لمحہ کہاں سے کھوج لاؤں

گروی ہیں سماعتیں بھی اب تو
کیا تیری صدا کو منہ دکھاؤں

اے میرے لیے نہ دُکھنے والے!
کیسے ترے دُکھ سمیٹ لاؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یوں تیری شناخت مجھ میں اُترے
پہچان تک اپنی بھول جاؤں

تیرے ہی بھلے کو چاہتی ہوں
میں تجھ کو کبھی نہ یاد آؤں

قامت سے بڑی صلیب پاکر
دُکھ کو کیوں کر گلے لگاؤں

دیوار سے بیل بڑھ گئی ہے
پھر کیوں نہ ہوا میں پھیل جاؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

من تھکنے لگا ہے تن سمیٹے
بارش کی ہوا میں بن سمیٹے

ایسا نہ ہو، چاند بھید پالے
پیراہنِ گُل شکن سمیٹے

سوتی رہی آنکھ دن چڑھے تک
دلہن کی طرح تھکن سمیٹے

گزرا ہے چمن سے کون ایسا
بیٹھی ہے ہوا بدن سمیٹے

شاخوں نے کلی کو بد دعا دی
بارش ترا بھولپن سمیٹے

آنکھوں کے طویل رتجگوں پر
چاند آیا بھی تو گہن سمیٹے

احوال مرا وہ پوچھتا تھا
لہجے میں بڑی چبھن سمیٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندر سے شکست وہ بھی نکلا
لیکن وہی بانکپن سمیٹے

شام آئے تو ہم بھی گھر کو لوٹیں
چڑیوں کی طرح تھکن سمیٹے

خود جنگ سے دست کش تھے ہم لوگ
جذبات میں ایک رن سمیٹے

آنکھوں کے چراغ ہم بجھا دیں
سورج بھی مگر کرن سمیٹے

کس پیار سے مل رہے ہیں کچھ لوگ
چمکیلے بدن میں پھن سمیٹے

پھر ہونے لگی ہوں ریزہ ریزہ
آئے — مجھے میرا فن سمیٹے

غیروں کے لیے بکھر گئی تھی
اب مجھ کو مرا وطن سمیٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھُول آئے، نہ برگِ تر ہی ٹھہرے
دُکھ پڑے کے بے ثمر ہی ٹھہرے

ہیں تیز بہت ہوا کے ناخن،
خوشبو سے کہو کہ گھر ہی ٹھہرے

کوئی تو بنے خزاں کا ساتھی
پتّہ نہ سہی، شجر ہی ٹھہرے

اس شہرِ سخن فروشگاں میں
ہم جیسے تو بے ہنر ہی ٹھہرے

اَن چکھی اُڑان کی بھی قیمت
آخر مرے بال و پر ہی ٹھہرے

روغن سے چمک اُٹھے تو مجھ سے
اچھّے مرے بام و در ہی ٹھہرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

*

کچھ دیر کو آنکھ رنگ چھُو لے
تتلی پہ اگر نظر ہی ٹھہرے

وہ شہر میں ہے، یہی بہت ہے
کس نے کہا، میرے گھر ہی ٹھہرے

چاند اُس کے نگر میں کیا رُکا ہے
تارے بھی تمام اُدھر ہی ٹھہرے

ہم خود ہی تھے سوختہ مقدّر
ہاں! آپ ستارہ گر ہی ٹھہرے

میرے لیے منتظر ہو وہ بھی
چاہے سرِ رہگزر ہی ٹھہرے

پازیب سے پیار تھا، سو میرے
پاؤں میں سدا بھنور ہی ٹھہرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب کیسی پردہ داری، خبر عام ہو چکی
ماں کی ردا تو، دن ہوئے، نیلام ہو چکی

اب آسماں سے چادرِ شب آئے بھی تو کیا
بے چادری زمین پہ الزام ہو چکی

اُجڑے ہوئے دیار پہ پھر کیوں نگاہ ہے
اس کشت پر تو بارشِ اکرام ہو چکی

سورج بھی اُس کو ڈھونڈ کے واپس چلا گیا
اب ہم بھی گھر کو لوٹ چلیں، شام ہو چکی

شملے سنبھالتے ہی رہے مصلحت پسند
ہونا تھا جس کو پیار میں بدنام ہو چکی

آنکھیں ہیں اور صبح تلک تیرا انتظار
مشعل بدست رات ترے نام ہو چکی

کوہِ ندا سے بھی سخن اُترے اگر تو کیا
ناسامعوں میں حرمتِ الہام ہو چکی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پانی پر بھی زادِ سفر میں پیاس تو لیتے ہیں
چاہنے والے ایک دفعہ بن باس تو لیتے ہیں

ایک ہی شہر میں رہ کر جن کو اذنِ دید نہ ہو
یہی بہت ہے، ایک ہوا میں سانس تو لیتے ہیں

رستہ کتنا دیکھا ہُوا ہو، پھر بھی شاہ سوار
ایڑ لگا کر اپنے ہاتھ میں راس تو لیتے ہیں

پھر آنگن دیواروں کی اُونچائی میں گم ہوں گے
پہلے پہلے گھر اپنوں کے پاس تو لیتے ہیں

یہی غنیمت ہے کہ بچے خالی ہاتھ نہیں ہیں
اپنے پُرکھوں سے دُکھ کی میراث تو لیتے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جگا سکے نہ ترے لب، لکیر ایسی تھی
ہمارے بخت کی ریکھا بھی میر ایسی تھی

یہ ہاتھ چُومے گئے، پھر بھی بے گلاب رہے
جو رُت بھی آئی، خزاں کے سفیر ایسی تھی

وہ میرے پاؤں کو چھُونے جھکا تھا جس لمحے
جو مانگتا اُسے دیتی، امیر ایسی تھی

شہادتیں مرے حق میں تمام جاتی تھیں
مگر خموش سے تھے منصف، نظیر ایسی تھی

کترکے جال بھی صیاد کی رضا کے بغیر
تمام عمر نہ اُڑتی، اسیر ایسی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر اُس کے بعد نہ دیکھے وصال کے موسم
جُدائیوں کی گھڑی چشم گیر ایسی تھی

بس اک نگاہ مجھے دیکھنا، چلا جانا
اُس آدمی کی محبت فقیر ایسی تھی

ردا کے ساتھ لپیٹے کو زادِ رہ بھی دیا
تری فراخ دلی میرے ویر ایسی تھی

نہ سر کو پھوڑ کے تو مر سکا تو کیا شکوہ
وفا شعار کہاں میں بھی ہیر ایسی تھی

کبھی نہ چاہنے والوں کا خوں بہا مانگا
نگارِ شہرِ سخن بے ضمیر ایسی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے چھوٹے سے گھر کو یہ کس کی نظر، اے خدا! لگ گئی
کیسی کیسی دعاؤں کے ہوتے ہُوئے بد دعا لگ گئی

ایک بازو بریدہ شکستہ بدن قوم کے باب میں
زندگی کا یقیں کس کو تھا، بس یہ کہیے، دوا لگ گئی

جھوٹ کے شہر میں آئینہ کیا لگا، سنگ اُٹھائے ہُوئے
آئینہ ساز کی کھوج میں جیسے خلقِ خدا لگ گئی

جنگلوں کے سفر میں تو آسیب سے بچ گئی تھی، مگر
شہر والوں میں آتے ہی پیچھے یہ کیسی بلا لگ گئی

نیم تاریک تنہائی میں سرخ پھولوں کا بن کھل اُٹھا
ہجر کی زرد دیوار پر تیری تصویر کیا لگ گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ جو پہلے گئے تھے، ہمیں اُن کی فرقت ہی کچھ کم نہ تھی
جان! کیا تجھ کو بھی شہرِ نامہرباں کی ہوا لگ گئی؟

دو قدم چل کے ہی چھاؤں کی آرزو سر اُٹھانے لگی
میرے دل کو بھی شاید ترے حوصلوں کی ادا لگ گئی

میرے جانے والوں کی تصویر کب ہٹ سکی تھی مگر؛
درد بھی جب تھما، آنکھ بھی جب ذرا لگ گئی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہی پرند کہ کل گوشہ گیر ایسا تھا
پلک جھپکتے، ہوا میں لکیر ایسا تھا

اسے تو دوست کے ہاتھوں کی سُوجھ بوجھ بھی تھی
نشانہ ہوتا کسی طور، تیر ایسا تھا

پیام دینے کا موسم نہ ہم نوا پا کر
پلٹ گیا دبے پاؤں، سفیر ایسا تھا

کسی بھی شاخ کے پیچھے پناہ لیتی میں
مجھے وہ توڑ ہی لیتا، شریر ایسا تھا

ہنسی کے رنگ بہت مہربان تھے لیکن
اُداسیوں سے ہی نبھتی، خمیر ایسا تھا

ترا گماں کہ پاؤں میں بیڑیاں ڈالیں
غزالِ شوق کہاں کا اسیر ایسا تھا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گوری کرت سنگھار

بال بال موتی چمکائے
روم روم مہکار
مانگ سیندور کی سندرتا سے
چمکے چندن وار
جوڑے میں جوہی کی بینی
بانہہ میں ہار سنگھار
کان میں جگ مگ بالی پتہ
گلے میں جگنو، ہار
صندل ایسی پیشانی پر
بندیا لائی بہار
سبز کٹار اسی آنکھوں میں
کجرے کی دو دھار
گالوں کی سُرخی میں جھلکے
ہردے کا اقرار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہونٹ پر کچھ پھولوں کی لالی
کچھ ساجن کے کار
کسا ہُوا کیسری شلوکا
چُنری دھاری دار
ہاتھوں کی اک اک چوڑی میں
موہن کی جھنکار
سہج چلے، پھر بھی پائل میں
بولے پی کا پیار
اپنا آپ درپن میں دیکھے
اور شرمائے نار
نار کے روپ کو انگ لگائے
دھڑک رہا سنسار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تتلیوں کی بے چینی آ بسی ہے پاؤں میں
ایک پل کو چھاؤں میں، اور پھر ہواؤں میں

جن کے کھیت اور آنگن ایک ساتھ اُجڑتے ہیں
کیسے حوصلے ہوں گے اُن غریب ماؤں میں

صورتِ رفو کرتے، سر نہ یوں کھلا رکھتے
جوڑ کب نہیں ہوتے ماؤں کی ردّاؤں میں

آنسوؤں میں کٹ کٹ کر کتنے خواب گرتے ہیں
اک جوان کی میّت آ رہی ہے گاؤں میں

اب تو ٹوٹی کشتی بھی آگ سے بچاتے ہیں
ہاں کبھی تھا نام اپنا بخت آزماؤں میں

ابر کی طرح ہے وہ یوں نہ چھو سکوں لیکن
ہاتھ جب بھی پھیلائے آ گیا دعاؤں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جگنوؤں کی شمعیں بھی راستے میں روشن ہیں
سانپ ہی نہیں ہوتے ذات کی گپھاؤں میں

صرف اس تکبّر میں اس نے مجھ کو جیتا تھا
ذکر ہو نہ اس کا بھی کل کو نارساؤں میں

کوچ کی تمنا میں پاؤں تھک گئے لیکن
سمت طے نہیں ہوتی پیارے رہنماؤں میں

اپنی غم گساری کو مشتہر نہیں کرتے
اتنا ظرف ہوتا ہے درد آشناؤں میں

اب تو ہجر کے دُکھ میں ساری عمر جلنا ہے
پہلے کیا پنا ہیں تھیں مہرباں خطاؤں میں

سازِ رخت بھجوا دیں حدِّ شہر سے باہر
پھر سُرنگ ڈالیں گے ہم محل سراؤں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شوقِ رقص سے جب تک انگلیاں نہیں کھُلتیں
پاؤں سے ہواؤں کے، بیڑیاں نہیں کھُلتیں

پیڑ کو دعا دے کر کٹ گئی بہاروں سے
پھول اتنے بڑھ آئے، کھڑکیاں نہیں کھُلتیں

پھول بن کی سیروں میں اور کون شامل تھا
شوخیٔ صبا سے تو بالیاں نہیں کھُلتیں

حسن کے سمجھنے کو عمر چاہیے، جاناں!
دو گھڑی کی چاہت میں لڑکیاں نہیں کھُلتیں

کوئی موجۂ شیریں چُوم کر جگا سے گی!
سورجوں کے نیزوں سے سیپیاں نہیں کھُلتیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماں سے کیا کہیں گی دکھ ہجر کا، کہ خود پر بھی
اتنی چھوٹی عمروں کی بچیاں نہیں کھلتیں

شاخ شاخ سرگرداں، کس کی جستجو میں ہیں
کون سے سفر میں ہیں، تتلیاں نہیں کھلتیں

آدھی رات کی چپ میں کس کی چاپ ابھرتی ہے
چھت پہ کون آتا ہے، سیڑھیاں نہیں کھلتیں

پانیوں کے چڑھنے تک حال کہہ سکیں اور پھر
کیا قیامتیں گزریں، بستیاں نہیں کھلتیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مٹی کی گواہی خوں سے بڑھ کر
آئی ہے عجب گھڑی وفا پر

کس خاک کی کوکھ سے جنم لیں
آئے ہیں جو اپنے بیج کھو کر

کانٹا بھی یہاں کا برگِ تر ہے
باہر کی کلی ببول تھوہر

قلموں سے لگے ہُوئے شجر ہم
پل بھر میں ہوں کس طرح ثمر ور

کچھ پیڑ زمین چاہتے ہیں
بیلیں تو نہیں اُگیں ہوا پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نسل کا ذہن کٹ رہا ہے
اگلوں نے کٹائے تھے فقط سر

پتھر بھی بہت حسیں ہیں لیکن
مٹی سے ہی بن سکیں گے کچھ گھر

ہر عشق گواہ ڈھونڈتا ہے
جیسے کہ نہیں یقین خود پر

بس اُن کے لیے نہیں جزیرہ
پیر آئے جو کھولتے سمندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نذر حضرت امیر خسرو

(پوربی)

پردیسی کب آؤ گے ؟

سورج ڈوبا شام ہو گئی
تن میں چنبیلی پھولی ،
من میں آگ لگانے والے
میں کب تجھ کو بھولی
کب تک آنکھ چراؤ گے ؟
پردیسی ، کب آؤ گے ؟

سانجھ کی چھاؤں میں تیری چھایا
ڈھونڈتی جائے داسی
بھرے ماگھ میں کھوجے تجھ کو
تن درشن کی پیاسی
جیون بھر ترساؤ گے
پردیسی ، کب آؤ گے ؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیروں ٹھاٹھ نے انگ بنایا
وادی سُر — گندھار
سمواد ی کو نکھا د رنگ دے
شدھ مدھم سنگھار
تم کب تِلک لگا ؤ گے؟
پردیسی، کب آؤ گے؟

ہاتھ کا پھول، گلے کی مالا
مانگ کا سرخ سیندور
سب کے رنگ ہیں پھیلے پرانے
ساجن جب تک دور
روپ نہ میرا سجاؤ گے؟
پردیسی، کب آؤ گے؟

ہر آہٹ پر کھڑکی کھولی
ہر دستک پر آنکھ
چاند نہ میرے آنگن اُترا
سپنے ہو گئے راکھ
ساری عمر جلاؤ گے؟
پردیسی کب آؤ گے؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک بُری عورت

وہ اگرچہ مطربہ ہے
لیکن اُس کے دامِ صوت سے زیادہ
شہر اُس کے جسم کا اسیر ہے
وہ آگ میں گلاب گوندھ کر کمالِ آزری سے پہلوی تراش
پانے والا جسم
جس کو آفتاب کی کرن جہاں سے چومتی ہے
رنگ کی پھوار پھوٹتی ہے!
اس کے حسنِ بے پناہ کی چمک
کسی قدیم لوک داستان کے جمال کی طرح
تمام عمر لاشعور کو اسیرِ رنگ رکھتی ہے!
گئے زمانوں میں کسی پری کو مُڑ کے دیکھنے سے لوگ
باقی عمر قید سنگ کاٹتے تھے
یاں — سزائے بازدید آگ ہے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ آزمائشِ شکیبِ ناصحاں و امتحانِ زُہدِ واعظاں
دریچۂ مراد کھول کر ذرا جُھکے
تو شہرِ عاشقاں کے سارے سبز خط
خدائے تن سے،
شب عذار ہونے کی دعا کریں
جواں لہو کا ذکر کیا
یہ آتشہ تو
پیرِ سال خوردہ کو صبح خیز کر دے

شراس کی دلکشی کے بوجھ سے چٹخ رہا ہے
کیا عجیب حسن ہے،
کہ جس سے ڈر کے مائیں اپنی کوکھ جائیوں کو،
کوڑھ صورتی کی بد دعائیں دے رہی ہیں
کنواریاں تو کیا
کہ کھیلی کھائی عورتیں بھی جس کے سائے سے پناہ مانگتی ہیں
بیاہتا دلوں میں اس کا حُسن خوف بن کے یوں دھڑکتا ہے
کہ گھر کے مرد شام تک نہ لوٹ آئیں تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وفا شعار بیبیاں دعائے نور پڑھنے لگتی ہیں!

کوئی برس نہیں گیا،
کہ اس کے قرب کی سزا میں
شہر کے سبھی قداں
نہ قامتِ صلیب کی قبا ہوئے
وہ نہر جس پہ ہر سحر یہ خوش جمال بال دھونے جاتی ہے
اُسے فقیہہِ شہر نے نجس قرار دے دیا
تمام نیک مرد اس سے خوف کھاتے ہیں
اگر بکارِ خسروی
کبھی کسی کو اس کی راندۂ جہاں گلی سے ہو کے جانا ہو
تو سب کلاہ دار،
اپنی عصمتیں بچائے یوں نکلتے ہیں
کہ جیسے اس گلی کی ساری کھڑکیاں
زنانِ مصر کی طرح سے
اُن کے پچھلے دامنوں کو کھینچنے لگی ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ گئی اماوسوں کا ذکر ہے
کہ ایک شام گھر کو لوٹتے ہوئے میں راستہ بھٹک گئی
مری تلاش مجھ کو جنگلوں میں لا کے تھک گئی
میں راہ کھوجتی ہی رہ گئی
اس ابتلا میں چاند سبز چشم ہو چکا تھا
جگنوؤں سے کیا امید باندھتی
مہیب شب ہراس بن کے جسم و جاں پہ یوں اُتر رہی تھی
جیسے میرے روئیں روئیں میں
کسی بلا کا ہاتھ سرسرا رہا ہو
زندگی میں — خامشی سے اتنا ڈر کبھی نہیں لگا!
کوئی پرند پاؤں بھی بدلتا تھا تو نبض ڈوب جاتی تھی
میں ایک آسماں چشیدہ پیڑ کے سیہ تنے سے سر ٹکائے
تازہ پتے کی طرح لرز رہی تھی
ناگہاں کسی گھنیری شاخ کو ہٹا کے
روشنی کے دو الاؤ یوں دہک اُٹھے
کہ ان کی آنچ میرے ناخنوں تک آ رہی تھی —
ایک جست —

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور قریب تھا کہ ہانپتی ہوئی بلا
مری رگِ گلو میں اپنے دانت گاڑتی
کہ دفعتاً کسی درخت کے عقب میں چوڑیاں بجیں
لباسِ شب کی سلوٹوں میں چرمرائے زرد پتوں کی ہری کہانیاں لیے
وصالِ تشنہ کا گلال آنکھ میں
لبوں پہ درم، گال پر خراش
سنبلیں کھلے ہوئے دراز گیسوؤں میں آنکھ مارتا ہوا گلاب،
اور چھلی ہوئی سپید کہنیوں میں اوس اور دھول کی ملی جلی ہنسی لیے
وہی بلا، وہی نجس، وہی بدن دریدہ فاحشہ
نڑپ کے آئی — اور —
میرے اور بھیڑیے کے درمیان ڈٹ گئی!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موسم کا عذاب چل رہا ہے
بارش میں گلاب جل رہا ہے

پھر دیدۂ دل کی خیر یارب!
پھر ذہن میں خواب پل رہا ہے

صحرا کے سفر میں کب ہوں تنہا
ہمراہ سراب چل رہا ہے

آندھی میں دعا کو بھی نہ اُٹھا
یوں دستِ گلاب شل رہا ہے

کب شہرِ جمال میں ہمیشہ
وحشت کا عتاب حل رہا ہے

زخموں پہ چھڑک رہا ہے خوشبو
آنکھوں پہ گلاب مل رہا ہے

ماتھے پہ ہوا نے ہاتھ رکھے
جسموں کو سحاب جھل رہا ہے

موجوں نے وہ دکھ دیے بدن کو
اب لمسِ حباب کھل رہا ہے

قرطاسِ بدن پہ سلوٹیں ہیں
ملبوسِ کتاب گل رہا ہے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوچوں تو وہ ساتھ چل رہا ہے
دیکھوں تو نظر بدل رہا ہے

کیوں بات زباں سے کہہ کے کھوئی
دل آج بھی ہاتھ مل رہا ہے

راتوں کے سفر میں وہم سا تھا
یہ میں ہوں کہ چاند چل رہا ہے

ہم بھی ترے بعد جی رہے ہیں
اور تو بھی کہیں بہل رہا ہے

سمجھا کے ابھی گئی ہیں سکھیاں
اور دل ہے کہ پھر مچل رہا ہے

ہم ہی بُرے ہو گئے — کہ تیرا
معیارِ وفا بدل رہا ہے

پہلی سی وہ روشنی نہیں اب
کیا درد کا چاند ڈھل رہا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے موسم میں جو کھلتے تھے گلابوں کی طرح
دل پہ اُتریں گے وہی خواب عذابوں کی طرح

راکھ کے ڈھیر پہ اب رات بسر کرنی ہے
جل چکے ہیں مرے خیمے مرے خوابوں کی طرح

ساعتِ دید کے عارض ہیں گلابی اب تک
اوّلیں لمحوں کے گلنار حجابوں کی طرح

وہ سمندر ہے تو پھر روح کو شاداب کرے
تشنگی کیوں مجھے دیتا ہے سرابوں کی طرح

غیر ممکن ہے ترے گھر کے گلابوں کا شمار
میرے رستے ہُوئے زخموں کے حسابوں کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد تو ہوں گی وہ باتیں تجھے اب بھی لیکن
شیلف میں رکھی ہُوئی بند کتابوں کی طرح

کون جانے کہ نئے سال میں تو کس کو پڑھے
تیرا معیار بدلتا ہے نصابوں کی طرح

شوخ ہو جاتی ہے اب بھی تری آنکھوں کی چمک
گاہے گاہے، ترے دلچسپ جوابوں کی طرح

ہجر کی شب، مری تنہائی پہ دستک دے گی
تیری خوشبو، مرے کھوئے ہُوئے خوابوں کی طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا ذکرِ برگ و بار، یہاں پیڑ ہل چکا
اب آئے چارہ ساز کہ جب زہر کھل چکا

جب سوزنِ ہوا میں پرویا ہو تارِ خوں
اے چشمِ انتظار! ترا زخم سِل چکا

آنکھوں پہ آج چاند نے افشاں چُنی تو کیا
تارہ سا ایک خواب تو مٹی میں مل چکا

آئے ہوائے زرد کہ طوفان برف کا
مٹی کی گود کر کے ہری، پھول کھل چکا

بارش نے ریشے ریشے میں رس بھر دیا ہے۔ اور
خوش ہے کہ یوں حسابِ کرم ہائے گل چکا

چھو کر ہی آئیں منزلِ اُمید ہاتھ سے
کیا راستے سے لوٹنا، جب پاؤں چھل چکا

اُس وقت بھی خموش رہی چشم پوش رات
جب آخری رفیق بھی دشمن سے مل چکا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دعا

چاندنی،
اُس دریچے کو چھُو کر
مرے نیم روشن جھروکے میں آئے، نہ آئے
مگر
میری پلکوں کی تقدیر سے نیند چُنتی رہے
اور اُس آنکھ کے خواب بُنتی رہے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ئے ادب سے نایاب کُتب کے تراجم اور ناقابلِ فراموش
کا جریدی سلسلہ ـــ کم سے کم قیمت پر مکمل
شائع کرنے کا انقلابی قدم ـــ ہر کتاب مکمل،
ی اور خوب صورت ـــ طباعت آفسٹ ـــ کاغذ سفید۔

روشن کتابوں کی ایک مثالی پیش کش